UNIVERSAL LIBRARY
OU_188620
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۷۰۹۷

7097

Author سکندر م

Title اسرار سکندری

This book should be returned on or before the date last marked below.

تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا		آئینہ سکندر جام جم است بنگر
سلسلہ تذکرۃ المشاہیر نمبر ۲	انسانیت کا بہترین مطالعہ انسان ہے	سلسلہ خادم التعلیم پنجاب نمبر

قصص الاولین مواعظ الآخرین

آئینہ سکندری

یعنی

سوانح عمری سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

سنہ ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء

جو عہد عتیق میں ایک عظیم الشان اولوالعزم شاہنشاہ اور بہادر سپہ سالار گذرا ہے جس نے یونان کی شائستگی اور ترقی کو عالم کے دور دراز گوشوں اور قوموں میں پھیلایا اور اقصائے عالم پر پہنچ کر قیامت تک زندہ رہنے والا نام عزت کے ساتھ چھوڑا

مرتبہ و مصنفہ منشی محبوب عالم مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار، اخبار سکول ماسٹر، رسالہ کلید امتحان مڈل سکول و انٹرنس - و رسالہ پیسہ، باغبان و بہار

مطبوعہ خادم التعلیم پنجاب پریس گوجرانوالہ

طبع

فہرست مضامین کتاب آئینہ سکندری

عہد سکندری + سکندر کی سوانح عمری کے صحیح ماخذ + سکندرنامہ کے بیانات کی تکذیب +
سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت + ارسطو کی تعلیمات + سکندر کی دلاوری
فیلقوس سے شکررنجی + یونان و ایران کے مذاہب اور وہان کی پولیٹیکل اور سوشل حالت +
فیلقوس کی وفات + سکندر کی تخت نشینی + شمال کے وحشی باشندے + سکندر کی وفات
کی غلط خبر + اہل تھیبہ کی گرفتاری + ایشیائی مہم + ہلسپونٹ کا عبور + شہر طرائی مین پہنچ
جوش شباب + سلطنت پارس + دارا کا چلن + جنگ گرینیکس + مختلف مہمات + بحر الجر
مشرقی یونان کے باشندون کی اطاعت + سلیبکارنیس کی گرفتاری + عقد لاینحل +
نادانی کا کام + میمنن کی وفات + جنگ انطاکیہ + سور اور غازا کی تسخیر + اورشلیم مین
پہنچنا + مصر کی فتح + اسکندریہ کی بنیاد پڑی + معبد امین کا معائنہ + عبور فرات + جنگ
آربیلا + بمقام پرسی پولس + دارا کی وفات + دیگر فتوحات + فلوطس کی وفات + سکندر کا
جیحون عبور کر کے سیحون پر پہنچنا + کلائیطس کو قتل کرنا + رخسانہ سے شادی رچانا + مہم
ہندوستان + پورس کی شکست + بیاس سے مجبور اپس پا ہونا + دریا کے راستہ سے
سمندتک + مہمات بحری + نیارکس خلیج فارس کی راہ سے گیا + دشت گڈروسیا کا سفر +
سوسا کی جانب بازگشت + دختر دارا سے شادی کرلی + بہت سے یونانیون نے پارسی
عورتون سے شادیان کین - فوج کی بغاوت + قیام سوسا + واقعات خاتمہ + قیام بابل +
سکندر کا سراپا - مزاج چلن اور صفات و عادات +

یہہ سب کتابین مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور سے یا نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو پے ایبل کے مل سکتی ہین
اسما جغرافیہ کی وجہ تسمیہ - یہہ بالکل نئی طرز کی کتاب جغرافیہ کی معاون جسکی نادر مضمون کا مطلب

Checked 1978

شبیہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

CHECKED 1951

دیباچہ

فقصص الاولین مواعظ الآخرین

جس قدر مشاہیر واکابر کے تذکرات اور سوانح عمریوں سے ہماری ملکی زبانوں کے کتب خانے معرا ہیں اسیقدر ان کی تعلیم اہل ملک کے لئے لابدی تسلیم کی گئی ہے یوں تو ہر ملک میں تذکرات المشاہیر بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہوتے ہیں لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہیں نہیں۔ مدت سے آرزو تھی کہ عہد عتیق و جدید کے اون بزرگواروں کی عمروں کے حالات جو اپنے آپ کو

اعظم تک کے حالات لکھی جانیکے قابل ثابت کرگئی ہین کم ازکم نہایت مختصر پیرایہ مین اردو مین جمع کئی جائین تو از بس مفید ہون - لیکن بعد چندی غور و فکر کے بعد یہہ نتیجہ نکالا کہ بالکل مختصر حالات حوالہ قلم کرنے سے بہت سے زیادہ مفید ہو مثلاً اگر اور انکی لیکچوال باتین قلم انداز کرنی پڑینگی کہ جنکا درج کرنا بہت ضروری ہوگا اسلئے مناسب سمجھا کہ اکابر و مشاہیر قدیم و جدید مین سے باری باری ایک ایک کا حال علیحدہ علیحدہ رسالونکی صورت مین ایسے انداز سے قلمبند کرنا چاہئے کہ نہ تو مضمون فضول سے کتاب کو مطول بنادیا جاوے کہ فہم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہوجاوے اور نہ اسقدر مختصر بہی دیا جاہئے کہ جو غرض اوس سے مدنظر رکھی گئی ہے مفقود رہجاوے - چنانچہ تیمناً اور تبرکاً شروع اس سلسلہ کا حضرت گردون پایگاہ ثریا جاہ وکٹوریا قیصرہ ہند کے تذکرہ سے کیا گیا ہے کیونکہ بتقریب حضرت علیا کی جوبلی کے اس کا لکھا جانا نہایت مستحسن تہا اسکے بعد اب یہہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کا سوانح عمری قلمبند کرکے طبع کیا جاتا ہے جو کہ امید ہے کہ ملکہ معظمہ کی سوانح عمری کی طرح شوق اور قدردانی کے ہاتہون لیا جاویگا۔

اس سلسلہ مین مضامین و مطالب کی تحقیق مدیر کی ذاتی رائے اور سوانح کا اختصار مع عبارت سلاست کے خاص کر مدنظر رکہا گیا ہے - اس آئینہ سکندری مین جہان اور کئی ایک معتبر کتابون سے مضامین مترجم اور مقتبس کئے گئے ہین قصص ہند سے بھی چند جملے بعینہ اقتباس کرکے اُسی عبارت مین درج کئے گئے ہین جو قابل گرفت نہین یقین ہے اگر شائقین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایت ایزدی شامل حال رہی تو اس سلسلہ مین قریب سو عمدہ اکابر کے تذکرات شامل ہوجائین گے -

محبوب عالم
رنجیت گنج گوجرانوالہ
۳ دسمبر ۱۸۸۷ء

تواریخ عالم میں عہد سکندری قابل یادگار ہے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم میں ایک بڑا قابل یادگار عہد پیدا کر دیا ہے۔ اسکی ذاتی چالیں اخلاق اور طبیعت کے صحیح صحیح تخمینہ لگانے میں خواہ ہمیں کسی قدر مشکلات پیش آئیں لیکن ہم اسکی عمر کے بڑی بڑی واقعات اور مہمات کی تصدیق میں ہرگز شک نہیں لا سکتے۔ اور اس امر کے مان لینے میں بھی ہمیں مطلق تامل نہیں کہ نوع انسان پر ان غیر معمولی سوانحات نے کسقدر شجاعت اور ہمت کا مستقل اثر پیدا کر دیا۔ فارس کے عظیم الشان سلطنت کی ہزیمت جس نے کہ یونان کے وجود کو مٹا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور مقدونیہ والوں کی ملک گیر تلوار میں خلیج آب کی دریائے ڈنیوب سے لیکر آبنائے دار ڈانلز و ریلیڈیل سیحون اور سندھ تک کی ممالک میں امان نہیں ملی تھی انکا ذکر زمانہ قدیم سے لیکر آجکے دم تک تواریخی واقعات میں بڑا سر برآوردہ اور قابل تعجب و تعریف مانا جاتا ہے۔ علمی تحقیقات کے میدان کو بھی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچھ کم وسعت نہیں ملی یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی۔ اہل یورپ کے لئے ہندوستان کی جانب رستہ کھل جانے کے بعد تجارت کی ترقی۔ اور علوم طبیعی اور جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی بھی نہیں سکندری الوالعزمیوں کی جانب پکار پکار کر توجہ دلا رہی ہیں۔ اور اہل بصیرت کے دل پر یہ واقعات اپنی ماہیت جتلا دینے میں جادو کا اثر کر رہے ہیں۔

شہنشاہ سکندر کی سوانح عمری کے صحیح صحیح ماخذ کونسے قرار دئے جا سکتے ہیں؟

صفحہ تاریخ پر بڑے بڑے الوالعزم اور شجاع بادشاہوں کی فہرست میں سے ہمیں کسی ایسے بہادر صاحب اقتدار اور کشورکشا شہریار کے

نام کا پتہ نہین لگا سکتا جسکو شہنشاہ سکندر یونانی کے مقابلہ مین لایا جاوے
جس بے نظیر نسبت سے اسکی قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تہوڑے
سے زمانہ مین سر کر کے تواریخ مین ایک پہلی مثال (جسکی نظیر امید نہین زمانۂ
استقبال کبہی پیدا کر سکے) قایم کی ہے اُسی نسبت سے یا اس سے کسی قدر تیز رفتاری
سے اسکے دور قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے تمام روے زمین پر شہرت
حاصل کی ہے - اسکے نام کی شہرت صرف اُنہین ممالک مین محدود نہین جو
اسکے سمند باد رفتار نے روندے اور کہوندے ہین - بلکہ موجودہ دنیا کے تمام
شائستہ ممالک مین اس نامور کے بقاے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہے اور یقین ہے
کہ ہمیشہ تک رہیگا - گو اسکا کہین کتبہ یا کوئی مورت بطور یادگار عالم مین باقی نہین لیکن
ممکن نہین نظر آتا کہ صفحہ ہستی سے زمانہ اسکے نام کا وہ نقش کالحجر جو نسلاً بعد
نسلاً بنی نوع انسان کے دل پر اُترتا چلا آتا ہے محو کر سکے - ہان البتہ اسکے حیات
کے کارنامے اور سرگذشت بعض ممالک مین بہت غلط اور مہمل سے رہگئی ہین -
لیکن اسمین کچہہ شک نہین کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے ابہی ایسے مفقود
نہین ہوگئے کہ انکا پتہ نہ مل سکے - ممالک یوروپ مین جو کتابین پائی جاتی ہین انمین
درست درست حالات موجود ہین کیونکہ وہ ان مورخون کی کتابون کی شہادت
سے تیار کی گئی ہین جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے ہمعصر اور بہت
سے مہمات مین اسکے رفیق و شریک رہے ہین گو کئی ایک اور مورخون اور سکندر
کے دو رفیقون نے اپنے چشمدید حالات اُسی عہد مین قلمبند کئے تہے لیکن افسوس
ہے کہ اُنکی کتابین گم ہوگئین اور اسوقت ہمارے پاس اُنمین سے کسی کی بہی تحریر
موجود نہین - مگر حسن اتفاق سے دو اور مصنفون کی کتابین جنہون نے ان کو پڑہا
تہا موجود ہین - انمین سے ایک کا نام ایرین تہا جو سکندر سے چار سو سال بعد
گذرا ہے اور دوسرا کو نٹکس کرٹیس اس سے بہی ساٹھہ سال بعد ہوا ہے - ان
دونون اور اور بہی چند مورخون نے جسقدر اس عالیقدر بادشاہ کی تواریخ لکہی ہے

اسکے واقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخوں کی نوشتوں پر منطبق کئے ہیں لیکن
ایرین کے ماسوا ہم کسی کو بھی معتبر نہیں سمجھتے ایرین بھی ایشیا کے جغرافیہ سے
زیادہ واقف نہیں تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں علم جغرافیہ پر لے درجہ کا غیر مکمل تھا
اور ہمارا مورخ اس وسیع براعظم کے مقامات کو بڑی صحت سے بیان نہیں کر سکا۔
ان مورخوں کے تذکرات و واقعات تمام بڑی بڑی باتوں میں متفق ہیں لیکن
ایرین کی تواریخ کے سوا باقی سب کے سب چھوٹے چھوٹے حالات میں سخت
مختلف ہیں۔ اور یہی وجہہ ہو کہ ہم اس رسالہ کو زیادہ تر اسی کی تاریخ کی
مدد سے تیار کرتے ہیں۔

بعض ممالک ایشیا اور خاصکر ہندوستان میں اس شہریار نامدار کی سوانح
عمری صرف ایک فارسی نظم کی کتاب سے جسکا نام سکندرنامہ ہے منکشف ہوتی
ہیں۔ لیکن جو حالات اس کتاب میں درج ہیں وہ اُن یونانی اور لاطینی کتب سے
جو اُسی ملک میں یا اُسکے گردنواح میں لکھی گئے ہیں جس میں سکندر اعظم پیدا ہوا ہے
بڑے مختلف ہیں۔ بعض موقعوں پر انمیں زمین آسمان کا فرق ہے جس سے ہم
یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مصنف سکندرنامہ کو صحیح حالات تصنیف کتاب کے وقت
نہیں ملسکے۔ کیونکہ ایک تو وہ بزرگ (مولانا نظامی گنجوی رح) سکندر سے قریباً ڈیرہ
ہزار سال بعد ایک بڑے دوردراز ملک میں جس میں نہ تو صحیح تواریخ رکھنے کا اسقدر
مذاق تھا اور نہ تہذیب ہی کو اوج تھا گذرا ہے۔ مصنف خود علم جغرافیہ و تواریخ
میں چنداں دخل نہیں رکھتا تھا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول علم و واقفیت
کے ذریعے کوئی معقول نہیں بیان کئے گئے۔ حکایات و روایات کو تواریخ مانا گیا
ہے۔ علاوہ اسکے مصنف علیہ الرحمتہ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر نکتہ سنجی
شاعرانہ اور صحت نظم۔ قافیہ و ردیف کا خیال تھا۔ اور مقصود فقط یہہ تھا کہ
شعر مرتبہ قبولیت حاصل کریں۔ اصل مطلب کی صحت نظرانداز کی گئی تھی جیسے
کہ ایک عربی مقولہ ہے احسن الشعر اکذبہ۔ چنانچہ مولوی نظامی صاحب

خود سکندر نامہ مین جہان جملہ داستان سکندر بطریق ایجاز و اختصار بیان کرتے ہین یہہ بیت لکھتے ہین جس سے ہماری مطلب کی اور بھی تائید ہوتی ہے ؎

دگر راست خواہی سخنہا سے راست — نشاید در آرایش نظم خواست

پھر آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل مین فرماتے ہین ؎

چو نظم گذارش بود دلپذیر — غلط کردن رہ بود ناگزیر
مرا کار من با تغز کاریست — ہمہ کار من خود غلط کاریست

جبکہ تحریر کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اظہار شاعری اور لیاقت اپنی کا ہوا اور دانستہ صحت مطالب تواریخی کی جانب نظر اغماض سے دیکھے تو کس طرح امید ہوسکتی ہے کہ واقعات تواریخی صحیح رہجاوین غرض ہمارے خیال مین مصنف سکندر نامہ نے جو شہنشاہ سکندر کی تواریخ لکھی ہے وہ صحیح نہین تاہم اسمین ہم مصنف پر یہہ اتہام نہین باندھتے کہ اُس نے دانستہ جھوٹ لکھا ہے۔ نہین بلکہ اس بزرگ نے براہ سہل انگاری سچ اور جھوٹ سے تمیز نہین کی۔ اور جو قصے لوگون سے سنے بلا تامل درج کردیے کیونکہ اسکی غایت اس تصنیف سے محض اظہار شاعری تھی نہ صحیح وقایع نگاری۔ اسکے علاوہ بعض ایسے حالات بھی ہین جنکی صحت اور غلطی مین موازنہ کرنے کا اُس زمانہ مین شاید خود اُنکو علم نہوگا۔ کیونکہ سکندر کو اپنے زمانہ کے اسلام کا پیغمبر سمجھنا۔ اسکا مکہ معظمہ کی زیارت کرنا اور آبحیوان کی تلاش مین ظلمات کو جانا سب ایسے واقعات ہین کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان کو خواہ مخواہ سکندر جیسے جلیل القدر بے تعصب بادشاہ پر اعتبار ہوسکتا ہے ورنہ صورت واقعہ مین یہہ باتین درست نہین سکندر ایک بت[1] پرست بادشاہ ایسے

[1] مسلمانون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بت پرست بادشاہ نہین تھا بلکہ اپنے عہد کا دیندار اور نبی بھی تھا۔ لیکن مسلمان یہہ بھی مانتے ہین کہ سکندر دو تھے ایک سکندر ذوالقرنین رومی اور دوسرا سکندر اعظم یونانی ہمارے خیال مین سکندر اعظم یونانی تو یہی ہے جسکے حالات ہم لکھتے ہین مگر وہ ہرگز مسلمان نہین تھا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے لیکن ہمین سکندر ذوالقرنین کا حال معلوم نہین شاید وہ دیندار ہوگا اور اسی کا اشارہ اہل اسلام کی کتابون مین ہوگا۔ اور غالبا اسی قیاس پر مصنف سکندر نامہ نے ان دونون کے صفات کو ملا جلا کر داستان گھڑلی ہے۔

زمانہ سے ہزار ہا سال پیشتر گذرا ہے جبکہ مکہ کی زیارت کا رواج پیدا ہوا - آج کوئی شخص نہیں مان سکتا کہ جہان کا پایان کدہر ہے؟ آب حیوان کا چشمہ کہاں ہے؟ اور ظلمات کسطرف ہے؟ یہہ سب فرضی اور خیالی داستانین ہین یہانتک ہمنے جہانتک تحقیق کیا ہے دین اسلام مین آبحیات کی مؤید کوئی حدیث یا نص نہین پائی جاتی - سکندر نامہ کے مطابق سکندر کا عرب روس چین زنگبار وغیرہ ممالک مین جانا اور اُنہین فتح کرنا ہمین ثابت نہین ہوتا - ہمارے خیال مین یہہ سب فرضی داستانین گھڑی گئی ہین -

یونانی تواریخون کے زیادہ ترصحیح ہونیکا یہہ بھی سبب سمجھا گیا ہے کہ وہ سکندر کے ہموطن مورخون نے لکھے ہین - اور سوا اسکے عہد سکندر ہی ملک یونان مین وہ عہد سمجھا گیا ہے جبکہ شائستگی اور ترقی معراج پر تہین - تاریخ نویسی کا مذاق زورون پر تہا - تاریخ کو تاریخ سمجھا جاتا تہا کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گذر گیا تہا جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانون اور فرضی قصون سے زیادہ وقعت نہین دی جاتی تھی - تواریخ کے قدردان اور لائق مورخ پیدا ہوگئے تہے وہ بخوبی جانتے تہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ یہہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصون سے ملجائینگے اور سچ کو جہوٹ سے تمیز کرنا مشکل ہوجائیگا - چنانچہ دیگر ممالک مشرقی اور ملک ہند کیطرح اُنکے ہان تاریخ نظم مین نہین لکہی جاتی تھی - بلکہ وہ لوگ سمجھتے تہے کہ واقعات تواریخی اور سرگذشت مہمات عظیم کو بزبان سلیس نثر مین قلمبند کرنا مستحسن ہے - گو یونان مین اس زمانہ مین شعر و سخن کا بھی بڑا رواج تہا لیکن پھر بھی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجھا جاتا تہا کہ اُسے نثر مین ادا کرنا بہتر جانتے تہے -

روبرٹ کسٹ صاحب اپنی کتاب وقائع سکندر اعظم مین لکھتے ہین کہ ایک اور دلیل یوروپین مورخون کے صحت بیان کی یہہ ہے کہ ہمارے سکندر کے بعد زمانہ حال مین جو سیاح اس رستہ سے گذرے ہین یہہ ہر سے کہ سکندر کشورکشائی

کرتا چلا آیا تھا انکا بیان مورخون کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے۔

سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تھا جو حضرت عیسیٰ سے ٣٥٦ سال پیشتر یا آج سے ٢٢٤٨ سال پیشتر ملک یونان مین تولد ہوا۔ اسکی والدہ اولمپیس نامی نیوپٹولیمس شاہ اپیرس کی دختر تھی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب[ف] اچیلیز مشہور دلاور تک پہنچایا کرتا تھا۔

اگر ہمین سکندر کے حالات سے ماسوا اسکے کہ حکیم ارسطو اسکا معلم تھا مطلق آگاہی نہو تو بھی اس حکیم النفس معلم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت رائے قائم کر سکتے ہین کیا عجیب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسوفر میسر ہوگیا تھا۔ یعنے جب سکندر کوئی ١٣ برس کا ہوا تو اسکے باپ نے ارسطو کو اسکا اتالیق مقرر کیا جس رتبہ کا شاگرد تھا اسی پایہ کا اسکو استاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو معتقد بنایا۔ اس استاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت سے علوم سے ماہر کر دیا۔ اور اسکی حسن خدمت کے صلہ مین فیلقوس نے

ف بعض یونانی مورخون نے عام افواہ کے لحاظ پر اسکو کسی دیوتا کا بیٹا لکھدیا ہے جس کی حقیقت یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ملک یونان مین یہہ رواج تھا کہ جو کوئی مجہول النسب ہو یا اسکا باپ خاندانی نہو۔ یا وہ خود بڑا بہادر اور دلاور ہو تو اُسے کسی دیوتا کا بیٹا تصور کرتے تھے چنانچہ بہادر دلاور ہونے کی وجہ سے سکندر کو بھی کسی دیوتا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہین۔ اور وہ خود بھی کبھی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ مین آدمیون سے کچھہ عالی رتبہ رکھتا ہون اور دیوتاؤن کے زمرہ مین شامل ہون۔ بعض لوگ جو اُسے دارا کا بھائی یا رشتہ دار تصور کرتے ہین یہہ غلط ہے کیونکہ البتہ دارا کا داماد بعد مین ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے یونانیون نے ایرانیون سے کبھی رشتہ نہین ہوا ہے

اُسکے شہر کو جسے پہلے ویران کردیا تہا پہر از سر نو آباد کیا“
سکندر کی بعض ٹری بڑی تجویزیں اس قسم کی ہین کہ اُنکو ایک غیر محدود اختیارات والے نوجوان کی طبع عالی کے وہم و خیال کے سوا کوئی پایہ نہین دیا جاسکتا۔ لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اُسے سیاست مدن میں بھی تعلیم دی ہے اور اُسکے استعمال کے لئے رموز سلطنت پر بھی ایک رسالہ لکہا ہے تو یقین ہوجاتا ہے کہ ان باتون مین بیشک کوئی خفیہ حکمت مرکوز ہوتی ہوگی۔ سکندر کی سوانح عمری مین بعض ایسے بڑے بڑے واقعات آتے مین جنسے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرحکی بے اعتدالیون اور عین عالم شباب کے جوش و خروش طبع کے درمیان بھی اسمین ایک سلیم اور مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تھی جو کہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلہ کرکے اسپر غالب آجاتی تھی۔ مگر ہان عمر کے آخری ایام مین جب پیا پے فتوحات حاصل ہوتی گئین تو شراب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سرزد ہوئے جو انکے نام پر ایک بدنما دہبہ ہین ترقی تجارت کی حمایت مین بھی اسکی طبیعت نے وسیع جولانی دکہلائی اور صنداعت کو بھی فراموش نہ کیا۔
افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تعلیم پر اکتفا نکیا بلکہ لغو ناجسین کی چاپلوسی اور نوکرون چاکرون کی نازبرداریون اور تابعداریون نے اسکے دل پر ایک نیا مگر بُرا اثر پیدا کر دیا۔ جس سے کہ جذبات حیوانی کو بھی اسکی مزاج پر قدرے غلبہ حاصل ہوگیا۔ گو غیظ و غضب اور غرور و خودنمائی کی عادتین اسکو والدین سے وراثت مین ملی تہین لیکن صحبت طالح نے اُسے صقل دیدیا۔
مورخون نے سکندر کی طفولیت کی بہت سی حکایتین لکہی ہین۔ یہہ حکایتیں گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہین کرتین لیکن مطالب تواریخی کی تکمیل کے رُو سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی بچپن کی صحیح تصویر کہینچنے کے لئے اُنہین بھی رنگ آمیزی کے کام مین لایا جاوے۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ ہر نوع کی انسانی

لیاقتون اور طاقتون کا جامع تھا۔ کشتی گیری کے سوا (کیونکہ اس سے اُسے کوئی
نفرت تھی) وہ ہر قسم کی ورزش کا شائق تھا۔ اسکی عمر کی مہمات اور سوانحات
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا بے دھڑک اور جری تھا۔ اور شائد شجاعت اور
دلیری مین دنیا مین یکتا گذرا ہوگا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی سوداگر ایک نادر گھوڑا بوسیفلس نامی فیلقوس کے پاس
لایا اور پچیس ہزار روپیہ اسکی قیمت بتائی۔ بادشاہ سکندر اور اپنے سرداروں
کو ہمراہ لیکر گھوڑے کے امتحان کے واسطے میدان مین گیا۔ مگر اُس نے کسی کو پاس
نہ آنے دیا۔ فیلقوس اسکی سرکشی اور بدرکابی دیکھکر سوداگر پر بہت خفا ہوا۔
اسوقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہہ کلمہ نکلا کہ افسوس کیا خوب صورت
عمدہ گھوڑا بے تمیزی سے کھوئے دیتے ہین۔ فیلقوس اسکی بات خیال مین نہ لایا۔
مگر جب بار بار اسکو یہی کہتے سنا تو مخاطب ہوکر کہنے لگا تو بڑون پر طعن کرتا ہے اور
اپنے تئین اُنسے بہتر سمجھتا ہے۔ سکندر نے کہا بیشک اس گھوڑے کے قابو
کرنے کی لیاقت اُنسے زیادہ رکھتا ہون فیلقوس نے کہا اگر تجھسے اس گھوڑے پر
نہ چڑھا گیا تو بتا کیا ہارے گا۔ جواب دیا گھوڑے کی قیمت۔ اس پر سب ہنس
پڑے مگر باپ بیٹون مین یہہ بات قرار پاگئی۔ سکندر نے جھپٹ کر گھوڑے کی لگام
پر ہاتھ ڈالا۔ اور اسکا منہہ سورج کے سامنے کردیا۔ اصل مین وہ گھوڑا اپنے
سایہ سے ڈرتا تھا۔ اور سکندر یہہ بات تاڑ گیا تھا۔ جبتک گھوڑے کا مزاج درست
نہوا اُسے دلاسا دیتا رہا۔ پھر لپکا ایک چھلانگ مار کر اسکی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ پہلے
اُسے قدم قدم چلایا اور جب اسکا ڈر بالکل ہٹ گیا تو ٹھکرا کر پویہ کیا اور
پھر سرپٹ ڈالدیا۔ اسوقت فیلقوس اور ارکان دولت سکتہ کے عالم مین کھڑے
سوار کی خیر منا رہے تھے کہ اتنے مین سکندر گھوڑے کو پھیر کر لے آیا۔ سب نے بے اختیار
تحسین وآفرین کی اور اسکی شہسواری کی داد دی۔ فیلقوس کی آنکھون مین
خوشی کے آنسو بھر آئے۔ سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ بیٹا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو۔ مقدونیہ کی ریاست تمہاری شان کے لایق نہین ؟؟

ایک دفعہ جبکہ سکندر بارہ برس کا ہوگا کہ فیلقوس کسی مہم پر گیا اسکی غیبت مین شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ مین آئے۔ سکندر اُنسے اسطرح پیش آیا اور ایسی معقول گفتگو زبان پر لایا کہ وہ حیران رہگئے۔ اُنسے اُسنے کوئی بات بچون کی سی نہ کی بلکہ یہہ دریافت کیا کہ فارس مین بڑے بڑے شہر کون سے ہین۔ اور کتنے کتنے فاصلہ پر واقع ہین۔ شہر کوئنکا کیا حال ہے اور بادشاہ کی خو کیسی ہے وہ اپنے دشمنون سے کس طرح پیش آتا ہے اور اسکی قوت و شوکت کن چیزون پر منحصر ہے ؟؟

ایک مورخ لکہتا ہے کہ سکندر کے لڑکپن مین یہہ خواہش نہ تہی کہ اسکا باپ اسکے لئے ایک ایسی ریاست چہوڑ جائے جس مین صرف عیش و عشرت کے اسباب مہیا ہون اور آسودگی سے عمر بسر ہوجاوے۔ بلکہ اسکی ہمت عالی کا یہہ مقتضا تہا کہ خود معرکہ آرا ہو اور اپنی قوت بازو سے آپ جنگ وجدل کرکے جاہ و جلال حاصل کرے۔ اپنے زور بازو سے ایک عالم کو قبضہ مین لائے اور اپنی شان و شکوہ کی بہار دیکہے اور دکہائے۔ اسواسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور کشورکشائی کا مژدہ پہنچتا تو افسردہ ہوکر اپنے یارون اور جلیسون سے یہہ کہتا کہ اگر میرا باپ یون ہی ملک پر ملک فتح کرتا جائیگا تو ہمارے لئے کیا باقی رہیگا ؟؟

سکندر کی سپاہگری کی تعلیم لڑکپن سے شروع تہی لیکن عملی جنگی تعلیم حاصل کرنیکا پہلا موقعہ اسکو جنگ کیرونیا مین ۳۳۸ سال قبل مسیح ملا تہا جبکہ اسکے باپ نے اہل ایتہنز اور اہل تہیبا کی متحدہ فوجون کو مع اُن کے حامیون کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستون کو سلطنت مقدونیہ کا تابع کرلیا۔

سکندر کی لاولدی اور فیلقوس کی شکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قرب و جوار کے علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دارالخلافہ میں اپنی بجائے چھوڑ گیا - باپ کی غیبت میں سکندر سلطنت کا نظم و نسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا - اور ایک قوم جو اسکے پیچھے باغی ہو گئی تھی اُسے مطیع کر لیا - پھر باپ کی ہمراہ جاکر یونانیوں سے لڑا اور فتحیاب ہوا - انہیں باتوں سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت میں اس سے ناخوش نہوتا تھا - مگر آخرش باپ بیٹوں میں ان بن ہو گئی جسکی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ فیلقوس نے پچھلی عمر میں ایک اور شادی کی - نکاح کے روز جب سب مہمان محفل رقص و سرود میں جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا دلہن کا چچا شراب کے نشہ میں پکار اُٹھا کہ حضار مجلس! دعا کرو! خدا اس نو کتخدا کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے - یہہ سُنکر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب کا پیالہ جو ہاتھ میں تھا اُسکے مُنہہ پر کھینچ مارا اور یہہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ تو مجھے حرامی بناتا ہے - فیلقوس کو بھری مجلس میں بیٹے کی یہہ حرکت سخت ناگوار گذری اور نشہ شراب میں تلوار لیکر بیٹے کو مارنے اُٹھا - مگر خیر گذری کہ غصہ کے جوش اور شراب کے نشہ میں لڑکھڑا کر گر پڑا - سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑھائی کی تیاریاں کیسی کر رہا ہے بخشی تو دو قدم چلا نہیں جاتا - اور گر گر پڑتا ہے - غرض سکندر اسطرح باپ سے آزردہ ہو کر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست میں چلا گیا - اور وہاں ماں کو ماموں کے ہاں پہنچا دیا -

اسکے چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے رسم اتحاد رکھتا تھا اسکے ہاں مہمان آیا - فیلقوس نے اثنائے گفتگو میں اُس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستوں میں اتفاق کی کیا صورت ہے ؟ اُس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گھر مین سلوک نہین تو اور ونکا کیا حال پوچھتے ہو۔ اس بات کا فیلقوس پر ایسا اثر ہوا کہ اُسنے دوست کی ہمراہ بیٹے کو مقدونیہ طلب کر لیا۔ مگر کسی بات پر پہر باہم شکر رنجی ہوگئی اور سکندر کی مان نے جو کینہ توز اور مغرور عورت تھی باپ بیٹے کی باہم صفائی ہونے دی۔ اسی وجہہ سے بعض مورخون کو فیلقوس کے قتل مین اسکے بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا ہے۔ مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے باپ کے قاتلون کو سخت سزا دی اور اُنسے خوب انتقام لیا۔

یونان اور ایران کے مذاہب اور وہانکے پولٹیکل اور سوشل حالات

براعظم یورپ کے جنوب مشرق مین ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے جسکو یونان کہتے ہین۔ طبقہ یونان گو وسعت مین چھوٹا ہے مگر شہرت مین دنیا کے کل ملکون سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ مین یورپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اچھے ملکون پر جہان کے باشندے آجکل روشنی کی براق پوشاکین پہنکر آفتاب کا مقابلہ کرنے کو موجود ہین جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسوقت روے زمین پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تہا۔ گو اسوقت دنیا کے صرف ایک دو اور حصے بھی اسی قسم کی روشنی کے پرتو سے منور ہو رہے تھے لیکن پہر یونان سے کمتر تھے۔ بقراط۔ سقراط۔ ارسطو اور افلاطون جتنے نامور حکیم گذرے ہین اور ہندوستان کے لوگ انکے نامون سے ناآشنا نہین سب اسی خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوئے تھے۔ شعر و سخن کی وہان وہ گرم بازاری تھی کہ یورپ کے لوگ آجتک ان شاعرون کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑہتے ہین۔ اور جسکو انکے سمجھنے کا مذاق نہین ہوتا اُسے فاضلون مین شمار نہین کرتے۔ پہر سنگتراشی معماری اور مصوری غرض کوئی فن ایسا نہ تہا جس مین وہان کے لوگ اور ملکون کے باشندون پر فائق نہون۔ باوصف اسکے فن جنگ مین بھی ایسی کامل مہارت

رکھتے تھے کہ کسی کو انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی - یہہ ملک ابتدا سے کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم تھا جو آپسمین ہمیشہ لڑتی بھڑتی رہتی تھین - اسی خانہ جنگی کے باعث یونانی بڑے لڑاکے ہوگئے تھے - یہہ لوگ زبان و مذہب اور اطوار و نسل کے لحاظ سے ایک تھے - سب کے سب ہندوؤن کی طرح مختلف دیوتاؤن اور دیویون کی پرستش کرتے تھے - اور انکی صورتین اپنی صورت کے مطابق مشابہ کرتے تھے - زمین و آسمان - آفتاب و ماہتاب - بحر و دریا اور ساری چیزین جن مین انسان سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے انکے نزدیک عبادت کے قابل تھین - اور انکو انہون نے مجسم قرار دیکر دیوتا مان رکھا تھا - اسی طرح صفات انسانی مثل رحم و انصاف اور عشق و غضب کی بھی پوجا ہوتی تھی - اور عام محسوسات مین جتنی چیزین دلکش اور خوشنما نظر آتی تھین وہ سب انکے ہان دیوتا سمجھی جاتی تھین - اسکے علاوہ جو لوگ انکی قوم مین بہادر اور جوانمرد ہوگئے تھے انکی بھی پرستش ہوتی تھی اور اسی سبب سے انکے ہان اکثر میلے اور تہوار ہوا کرتے تھے -

یونانیون کے دیوتا اکثر تو وہی تھے جنکی اہل مصر اور ایشیائی قومین پرستش کرتی تھین اور بعض اور تھے یہہ دیوتا ایک خیالی وجود تھے جو انسان پر بلحاظ عقل اور قوت اور بقا کے تفوق رکھتے تھے - مگر تاہم امور نفسانی اور کینہ اور حسد وغیرہ برائیون سے پاک اور مبرا نہین تصور کئے جاتے تھے - قصص الاصنام کے ملاحظہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آبا و اجداد کا مذہب موحد تھا - چنانچہ افلاطون نے کتاب طیموس مین لکھا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ خداے واحد کا تمام عالم پر عمل تھا - اس عہد مین تمام زمین پر سعادت پھیلی ہوئی تھی پھر ایک بار انسان کی طبیعت اور اشیا کی مزاج مین ایک تغیر ذمیم جو پیدا ہوا تو عالم کی حکومت جوپیطر اور دوسرے چھوٹے مرتبہ کے دیوتاؤن کو سپرد ہوی - اب ان دیوتاؤن کا مختلف صیغون مین عمل ہے - ان تمام دیوتاؤن مین جوپیطر جو سب سے بڑا دیوتا ہے وہ بھی قادر مطلق نہین تصور کیا جاتا تھا - وہ قضا و قدر کا تابع تھا - اور بہت سے

سلہ رسالہ اشراق نمبر ۵ - جلد اول ۱۹۰۸ء

نقصان نفسانی امور اسمین موجود تہی - منروا کو عقل اور علوم کی دیوی مانتے تہے - شجاعت مریخ سے اور حسن و عشق زہرہ سے تعلق رکہتا تہا"

"چونکہ اہل یونان کا واہمہ بہت قوی تہا اور وہ ملک کمال سرسبز اور شاداب تہا اور باشندے بہت خوش و خرم اور آزاد تہے اس وجہہ سے انکے وہم نے ہر شئے اور ہر مقام کا ایک علیحدہ دیوتا تجویز کیا - ایک شاعر نے اس مضمون کو انگریزی مین نظم کیا ہے - اسکے بعض مطالب نظم مین ہم بہی یہان درج کرتے ہین - وہو ہذا:

قریب وہم

وہ مطلع صاف وہ گرمی کرن دہوپ صحرا
شجر کے سایہ مین لگا کہین لیٹا اگر دم بہر
وہ صحرا کی ہر اک شے کو طبیعت اپنی بہلاتا
ہوا اگر کسلمندی سے ذرا خاموش دور اسکی
وہ گانا اسکا نے کہین دلکش کہین بہتر
تو ہم نے یہان اک وہ ہی روداد کی پیدا
کہ اک طفل حسین تا بندہ رتبہ پر جلوہ آرا ہے
اسیکے لیے ہر اک شی کو رگ و پیہ مین سمائی ہے
کہین یا کوئی ماہیگیر چہلی ہاتہ سے اوٹہکر
کوئی ندی اوترتا ہو کسی صحرا سے جاتا ہو
یہہ جنگل تہا وہ میدان ہے وہ ٹیلا تہا یہہ نالا ہے
ہوائین ٹہنڈی ٹہنڈی چاندنی وہ آخر شب کی
بہری ہو نیند آنکہون مین چلے یون جیسے متوالا
تو دل محو تماشائی ہجوم ماہ و انجم ہو
ابہی تارے چہپے ہین جسطرف دیکہو وہ بادل ہیں
خواصین کچہہ جلو مین جیسے گرد ماہ ہوان تارے

اسی عالم مین تنہا کوئی چرواہا تہکا ماندا
ہوا سے سرد کو چہونکے لگے گیاہ نرم کا بستر
تہکن کے دور کرتے کو وہ چپکے چپکے کچہہ گاتا
یکایک دور سے الحان اک اسکے کان مین آئی
تو بہولا اپنا راگ وہ اس نغمہ پر دل ہوا مضطر
کہ خورشید ضیا گستر ہو وہ اک دیوتا سمجہا
عجب انداز سے سونیکی شہنائی بجاتا ہے
اسی آواز سے ہر تن مین گویا جان آئی ہے
چلا ہو سوتے دریا لیکر اپنا جال کاندہے پر
کہین ہوئے پیا دور دور کا کسی جا پر بہٹکا ہو
اندہیرے اگہٹ یہان گہاٹی مین اوس وان پر اجالا ہے
وہ کم کم روشنی سو وقت کی کچہہ اسکے مطلب کی
یکایک آنکہہ پڑ جائے جو سوئے عالم بالا
وہین بس عقل گم ہو اور یون صرف توہم ہو
وہین اک مہ لقا دیوی کا اترا تخت جنگل مین
ہر اک کا نغمہ وہ عالم کہ صدقے ہون حسین سارے

نرالی انکی پوشاکین نئے انداز کا جلسا
لگے وہ نور کو وہ انکو گانیکے ادا دلکش
ویا کوئی مسافر جانب منزل روانہ ہو
وہ غربت وہ تہکن وہ بیکسی وہ آبلہ پائی
وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت فزا وادی
وبال دوش ہو رخت سفر پیاسا وہ مضطر ہو
وہ گرمی رستہ چلنیکی اور وہ پیاس کا عالم
دیکا یک طالع برگشتہ جو کچھ راہ پر آئے
تلاش آب مین بیتاب ہو کر اسطرف جائے
درختونکے قرین چشمہ کوئی وہ نیم جان دیکھے
اسی چشمہ سے تہوڑی دور اک بستی نظر آئی
وہ پانی کام کر جاوے شراب نشہ آور کا
کہڑی بہر دن رہے کا وہ سما جنگل کی وہ بہار
وہ سبزہ پر ہر اک سو لالۂ احمر کہلا جیسے
کہے دل مین عجب کیفیت آب و ہوا ہر اب
دل مسرور مشکور عنایات سماوی ہو
تصور کو تلاش منعم اصلی کا دہوکا دے
پہاڑی پہ وہ دیکہو سامنے مجمع پریونکا
اسی فوارہ سے چارونطرف یہہ چہیڑ جاری ہے
وہ پانی منبع شادابی کوہ و بیابان ہے

تفنن کے لئے گانے بجانیکا بہی ہے چرچا
وہ اونچی سُر وہ تانین اور وہ باجونکی صدا دلکش
بہت دن کم رہا ہو تہک گیا ہو دور جانا ہو
وہ شوق منزل مقصود اور وہ ناشکیبائی
دکہائی تک نہین دیتی جہان کچھ سو تک آبادی
وفور ماندگی سے دو قدم چلنا بہی دوبھر ہو
پہاڑون کے دکہالے کوس اور وہ یاس کا عالم
درختونکا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آئے
حصول مدعا ہو قالب بیجان مین جان آ
جسے آب بقا کہتے ہین وہ آب روان دیکھے
پئے پانی باطمینان دم بہر وان ٹھہر جائے
درختونکی ہوا دے لطف ربط صبح و پیکر کا
وہ سورج کا طلائی رنگ اور وہ دہوپ کی زردی
یہہ فرش مخمل سبز اور وہ بوٹے سرخ ریشم کے
وہی جنگل جو تہا وحشت فزا راحت فزا ہو اب
اس عالم مین تو ہم عقل پر اسکے چہا جاوے
جلوس نائیادس ف کا تماشا اسکو دکہلاوے
وہین پانیکا ہے اک حوض دور اسمین ہے فوارہ
وہ فوارہ نہین گویا رگ ابر بہاری ہے
وہ پانی منبع سیرابی ہر باغ و بستان ہے

علم تواریخ کی یونان مین قدر کیجاتی تہی اور صحیح تواریخ تیار کرنے اور محفوظ رکہنے
کا بڑا خیال تہا - تمام ممالک روے زمین جنکا حال اس زمانہ مین معلوم تہا دو سلطنتون

ف یہہ ایک دیوی کا نام ہے جو اہل یونان کے نزدیک سوچند سمیلیو کے پانی کی محافظ تصور کیجاتی تہی -

مین منقسم تہے ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین مشہور اور طاقت مین
ضعیف تہی اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زیادہ مگر وسعت مین
کم تہی - اس سلطنت ایران کا بانی مبانی کیخسرو شاہ گذرا ہے جسکا ذکر شاہنامہ
مین مفصل درج ہے - شاہ گشتاسپ کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس
سلطنت مین داخل تہے اور ہندوستان تک اسکی سرحد تہی - اندنون ایران
مین سکندر کا ہمعصر دارا ابن داراب حکمران تہا - اور جیسا کہ اندنون ہندوستان
کے نظم و نسق مین کئی طرح کی خرابیان تہین ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر
تہا - رعایا کے مال کی کچھہ حفاظت نہین ہوتی تہی اور انکو ناظمان شاہی اور
امیران مرتشی لوٹتے رہتے تہے - زردشت آتش پرست کا مذہب تمام
وسیع مملکت مین مروج تہا جسکے پیرو گبر و آتش پرست کہلاتے تہے -

ادہر یونان کا حال یہہ تہا کہ یہہ ملک ابتدا سے مختلف ریاستون
مین اسطرح منقسم تہا کہ جتنے شہر تہے اتنی ہی ریاستین تہین اور انمین ہمیشہ
لڑائی رہا کرتی تہی چہوٹے چہوٹے سردار ہمیشہ خانہ جنگی مین مصروف رہتے تہے
اس ملک کے شمال مین ایک چہوٹی سی ریاست واقع ہے جسکو مقدونیہ کہتے ہین
اسوقت وہان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے تہے جو اپنے تئین یونانی
بتاتے تہے - ابتدا مین اس ریاست کو بہت رونق اور قدرت حاصل نہ تہی - مگر
رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی اور سال مسیحی سے ۳۶۰ برس پہلے فیلقوس کے عہد حکومت
مین اسکو بڑا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت سے
اس سلطنت کو بہت بڑہایا اور آہستہ آہستہ یونان کی کل ریاستون کو اپنے
فرمان کا مطیع و منقاد بنالیا -

عہد سکندر سے ایک سو سال پیشتر ایرانیون اور یونانیون مین ایشیائ

۱؎ اس زمانہ مین ایران کا عام دین آتش پرستی تہا - یونان کا بت اور عنصر پرستی
مصر کا بت پرستی اور حیوانات مثل گاو وغیرہ کی پرستش - فقط یہودی لوگ خدائے واحد لاشریک
کی پرستش کرتے تہے -

ہوتی چلی آتی ہتین ایرانیون نے یونانیون پر دو مرتبہ پہلے حملہ کیا تہا اور
اگرچہ وہ تعداد مین یونانیون سے بہت زیادہ تھے لیکن دونون مرتبہ بری
اور بحری لڑائیون مین انہون نے شکست فاش کہائی - بعض مورخون نے
یہہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذار بھی کر لیا
تہا - چنانچہ سکندر نامہ مین بھی اسکی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ
خسروان مین بھی جو معتبر کتاب ہے درج ہے کہ دارا کے باپ دارائے فیلقوس
کو باجگذار کر لیا تہا - کیا تعجب ہے شاید صحیح ہوگا - لیکن اسمین بھی کچھہ شک نہین
کہ پہر یونانی بھی کچھہ بہت مغلوب نہین ہوے اور اسوقت سے لیکر ہمیشہ ایشیاے کوچک
مین ان دونون قومونکے درمیان لڑائی رہنے لگی - ایرانیون کے صوبجات کے
حاکمونکا یہہ قاعدہ تہا کہ وہ یونانی سپاہیون یا مزدورون کو جو طمع زر سے
ایران مین آجاتے تھے اپنی فوج مین بہرتی کر لیتے تھے کیونکہ انہین یقین ہوگیا
تہا کہ یونانی بڑے جنگجو اور فن جنگ مین ماہر لوگ ہین - آرطکسرکسیز کے عہد
مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تہا کہ اسکے بہائی خسرو نے سرکشی کی اور گردن
اطاعت سے پہیرکر بمدد دس ہزار نبرد آزما جوانان یونان کے دریائے فرات
سے عبور کرکے فتح کرتا ہوا قریب بابل کے پہنچ گیا اور ایک معرکہ عظیم مین وہ
اگرچہ فتحیاب ہوا لیکن آخر مارا گیا - یونانیون نے اپنے سپہ سالار کو مرا
ہوا دیکہکر قصد پس پا ہونیکا کیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب
و مقابلہ مین تہا پہر بہی وہ ہزارہا میل ملک بیگانہ آرمینیا سے گذر کر بحیرہ وغربی بحر
اسود تک پیچھے ہٹ آئے اور دشمن سے کچھہ نہو سکا - ان باتون سے یونانیون کو
یقین ہوگیا تہا کہ ایرانیونکے لشکر کی ہمارے مقابلہ مین کچھہ حقیقت نہین اور تہوڑی
سی جمعیت باقواعد بہت سی سپاہ ناجنگ آزمودہ کو ہزیمت دیسکتی ہے -
اس اثنا مین فیلقوس نے بہت سی یونانی ریاستون کو اپنے زیر نگین کر لیا
تہا اور باقیون سے رشتہ مودت گانٹھہ لیا تہا سب سے متفق ہوکر اہل فارس

کے مقابلہ کے واسطے مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو انکا سپہ سالار قرار دیا۔

فیلفوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلفوس مہم ایشیا کے لئے ابھی سامان جنگ تیار کر ہی رہا تہا کہ اپنی دختر کی شادی مین ایک پہرے کے ہاتہہ سے ۳۳۶ سال قبل حضرت مسیح مارا گیا۔ فیلفوس کی ناگہانی موت کی خبر سنکر یونان کے بہت سے ریاستون نے جب دیکہا کہ تخت و تاج کا وارث ناتجربہ کار لڑکا رہگیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوجاوین اسلئے بغاوت پر مستعد ہوگئی۔ سکندر بیس برس کی عمر مین مقدونیہ کے تخت پر بیٹہا اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادون کو سنبہالنا چاہا گو چارونطرف سے اُسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تہا کیونکہ شمال سے وحشیون کے مہیب حرکات اور جنوب سے بے امن یونانیون کی شورش سکندر جیسے نوجوان تخت نشین کے دہمکانے کے لئے کافی ہین لیکن اسکی طبیعت کی جسارت اور خداداد استقلال ان خطرات پر غالب آگئے۔ اہل تہسلی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکٹائین نے بلاتعرض اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کردئے جنسے فیلفوس معزز کیا گیا تہا۔

گو سکندر ابہی جوان سال شہزادہ تہا لیکن اسکی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہوچکی تہی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو مشہور دلاوردون پہلوانون اور دیوتاؤن کا جانشین سمجہتا تہا۔ اسکا خیال تہا کہ اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری عزت کا باعث ہے اسکے دل مین بجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہوجاتا تہا اور مطالعہ سے دل ودماغ کو روشنی حاصل ہوتی تہی۔ جب سکندر سے اکثر یونان کی قومین منحرف ہوگئین تو اسکے وزیرون نے مشورہ دیا کہ یونانیون سے متعرض نہین ہونا چاہئے تاکہ ہماری

جب ہم مہم ایشیا پر جائین شورش نہ مچائین - مگر سکندر نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا مین جب تک گھر کا انتظام درست نہ کرلون میرے شان کے شایان نہیں کہ باہر جاکر لوگون کو دہمکا ؤن غرض اسنے یونانیون کو کچھہ تو سختی اور کچھہ نرمی سے جسطرح ہوسکا سنبہالا - اس اثنا مین اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی طبیعت کی ہوشیاری اور پہرتی قرار دیجا سکتی ہے - وہ دفعتًا جو ایشیا کا فساد فرو کرنے کے لئے چڑہ گیا اور یکایک قوم تہبیز کے دروازون پر اسطرح جا سوجود ہوا کہ وہان کے لوگ حیران و ششدر رہگئے اسکی قوت بازو اور جبارت طبع کے باعث لوگون کی نگاہ مین اسکی عزت فیلقوس سے بہی زائد ہوگئی - ریاست لیس ڈیمن کے سوا یونان کی باقی سب ریاستون نے بمقام کارنتہ اپنے وکیل بہیجکر کمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہم فارس کے لئے اسکو اپنا سپہ سالار تسلیم کیا - یہہ وہی عہدہ ہے جو کچھہ عرصہ پیشتر اسکے والد کو تفویض کیا گیا تہا -

کہتے ہین اسوقت سکندر کی خدمت مین گرد نواح کے بڑے بڑے حکیم اور رئیس مبارکباد کو آئے مگر حکیم دیوجانس کلبی نہ آیا - سکندر خود اس سے ملنے گیا یہہ حکیم اسوقت دہوپ مین لیٹا ہوا تہا - بہت سے آدمیون کو اپنی جانب آتا ہوا دیکہکر اُٹھہ بیٹہا - سکندر نے بڑے اخلاق کے ساتھہ اس سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لایق فرمائین - اُس نے جواب دیا آپ ذرا دہوپ چہوڑ کر کہڑے ہوجائین - اس بات پر سکندر کے رفقا ہنسے مگر سکندر اسکے استغنا پر عش عش ہوگیا - اور کہنے لگا کہ اگر مجہکو خدا نے سکندر نہ بنایا ہوتا تو اس ہی دیوجانس کلبی ہونے کی آرزو کرتا "

سکندر جیسے عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کے بے شمار واقعات بطور ایجاز قلمبند کرنے کے لئے جبتک ہم قدم بقدم نقشون کا حوالہ نہ دیہی ممکن نہین کہ اسکی فتوحات مندرجہ ذیل متھون بغشت بلغارون فوج کشیون اور

مقابلون یا قدرتی رکاوٹون کا جو اسکی سد راہ ہوئین یا نہایت وسیع سلطنتون
اور مملکتون کا جو اُس نے صرف چند سال مین کہوند ین پتہ لگایا جا سکے۔ تمام
رزم و پیکار کے کارنامے جبتک انکی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نکرے
بالکل فضول اور محض دراز کار فسانے ہین۔

شمال کے وحشی باشندے۔ سکندر کی وفات کی غلط خبر مشہور ہو گئی۔ اہل تہبیز کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض سے کہ ایشیا پر جانے کی غیبت مین کوئی
شہر یر دشمن پیچھے نہ رہجا ئین اور فساد نکرین شمال کے وحشیونکو مطیع کرنیکا
ارادہ کیا اپنے پایہ تخت مقدونیہ سے موسم بہار مین ۳۳۵ سال قبل مسیح روانہ
ہوکر باوجود وہان کے ساکنین کے مزاحم ہونے کے برق و باد کی طرح
[illegible] کرکے دس دن مین کوہ بلقان کے درون سے گذر گیا اور دریا ے ڈینوب
[illegible] آگے [illegible] کو فتح کیا اور دریا سے
[illegible]

ہے قوم گیٹی کو جو شمالی [illegible]
منتشر کرکے انکے سر پر جا پہنچا تو وہ ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ تاب مقابلہ [illegible]
الیریننس اور طالیبنطی [illegible] کو تاخت و تاراج کرتے ہوے کیونکہ مملکت چہوڑنے سے
پیشتر سکندر کو ان قومون کو دبانا ضروری معلوم ہوتا تہا وطن کو مراجعت کی
ابہی سکندر کو شمالی دشمنون کی سرکوبی سے مشکل فراغت ہوئی تہی
اور راستہ ہی مین تہا کہ یونانی ریاستون مین جنکو سکندر نے زور و دہمکی
سے مطیع کیا ہوا تہا سکندر کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی اور ایک مرتبہ پہر انہی
ریاستون نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی امید باندہ لی
اور سکندر کے دو فوجی افسرون کو جنکو وہ گیرونیا کی لڑائی کے بعد شہر

اکروپوبس کی حفاظت کے لئے وہان کے قلعہ مین تعینات کر گیا تہا قتل کر ڈالا
باغی ابہی تیاریون مین مصروف تہے اور آزادی کے خیالی پلاؤ پکا رہے تہے
کہ انکو دشمن کو بہی خبر جا پہنچی جو دم زدن مین فوج برابر لیکر انکے سر پر برق آسا
آن پہنچا- اور انکے شہر کے سامنے خیمے ڈیرے ڈالدئے- معلوم ہوتا ہے کہ اگر
اسوقت سکندر کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرور تسلیم کرتا ہوا معاف
کر دیتا لیکن باشندگان تہیبز کے کینہ توز پرجوش خیالات نے انہین عذر
خواہی سے باز رکہا کیونکہ مورخ لکہتے ہین کہ سکندر نے ایک اشتہار اس مضمون کا
جاری کر دیا تہا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کردین تو ان سے بازپرس نہوگی
اسکے جواب مین اہل شہر نے گہمنڈ سے کہا کہ سکندر ہی اپنے دو جرنیل ہمارے حوالے
کر دے- غرض آشتی سے کام نچلا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اگرچہ تہیبز والون
نے جنگ مین خوب شجاعت دکہلائی اور داد مردانگی دی لیکن سکندر کی
فوج سے عہدہ برا نہو سکے- تہوڑی سے مقابلہ کے بعد سکندر کی سپاہی شہر
مین داخل ہوگئے فاتح سپاہیون نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جسکی
تفصیل مین قلم خون رو دیتی ہے- سکندر کی فوج مین جس قدر فوجین
[illegible] - اور [illegible] لوگ تہے انہون نے گذشتہ درد دکہہ جو اس
شہر کے بے تمیز ناتراشیدہ باشندون سے اٹہائے تہے یاد کرکے غیظ
وغضب سے آگ بگولا ہوگئے اور اس طیش سے شہر مین قتل عام کیا کہ جو سامنے
آیا جانے نہ دیا- خون کے ندی نالے بہ گئے- جنہون نے مقابلہ بہی نہین
کیا تہا انکو بہی شمشیر کی گہاٹ سے اتار گیا- جو مندرون مین معبدون سے
دعائین مانگ رہے تہے اور التجائین کر رہے تہے وہ بہی انکے خنجر سپاہیون سے
نہ بچے- غرض نہ عورت چہوڑی نہ بچہ چہوڑا سب تہ تیغ بیدریغ کر دئے گئے
مقتولون کی تعداد کا تخمینہ ۶۰۰۰ کیا گیا ہے- لیکن شاید کسیقدر مبالغہ ہوگا
جو قتل سے بچے تہے وہ قریب بیس ہزار کے غلام بنا کر فروخت کئے گئے- البتہ

چند متنفر اس ہنگامہ قیامت کی لپیٹ مین نہ آئے - یعنے خادمان دین
اور شہنشاہ فاتح کے چند ہوا خواہ جنہون نے بغاوت کو روکا تھا اس قتل
عام سے بچ گئے - اس طوفان بے تمیزی سے مندرون کے سوا تمام شہر کے
مکانات منہدم کرا دئے گئے - اور شہر تھیبز اسوقت فقط ایک کھنڈرات کا
ٹیلا معلوم ہونے لگا یا یون کہو کہ اسوقت خطہ یونان سے اس شہر کا نام مٹا دیا
گیا - گو اہل ایتھنز بھی اسی قسم کی سزا کے مستحق تھے لیکن چونکہ سکندر نے جانب
جنوب آگے بڑھنا تھا اسوقت قومی مصلحت نہ سمجھا اور ارادہ ملتوی کر دیا
کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ تھیبز کی مثال سارے ملک کے باغیون کی عبرت کے لئے
بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہہ بات ایسی ٹھیک نکلی کہ یونان مین فے الواقع
اسکا رعب ایسا چھا گیا کہ پھر کسی مخالف نے سر نہ اٹھایا -

ایشیا

ـــ ۳۳۴ سال پیشتر موسم بہار مین سکندر نے مہم ایشیا

[illegible]

...ہی کے سامان درست ہوئے - سکندر نے تیس ہزار پیادے
سوار ہمراہ لئے - اس فوج مین زیادہ تر مقدونیہ والے اور اہل تھسلی شامل
تھے اور بھی لوگ تھے جنکی بہت بازو پر سکندر کی نصرت یا ہزیمت کا زیادہ تر
مدار رہا - باقی بھی کئی ایک ریاستون کی تھوڑی تھوڑی فوجین تھین -
سکندر کے پاس اسوقت بہت تھوڑا سا خزانہ رہ گیا تھا جسکی وجہ یہہ تھی
کہ اسنے پہلے سے بہت سا خزانہ اپنے یارون دوستون اور اہل فوج پر
تقسیم کر دیا جب ایک سردار نے سکندر سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت
آپنے سارا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکھا ہے سکندر نے کہا - امید

اس بات نے اس سردار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُس نے معہ اور چند امرا
کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دیدیا اور کہا کہ ہم بھی آپ ہی کی امید مین
شریک ہین۔ غرض سطرح داد و دہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے
عرصہ مین بمقام سسطوس جو کہ ہلس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہنچا۔
یہہ ہلس پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے جسکو اب آبنائے ڈارڈانلز
کہتے ہین اور یوروپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے۔ وہان فوج کے واسطے پہلے سے
کشتیان تیار کر رکھی تھین کیونکہ اس زمانہ مین بڑے بڑے جہاز دنکا کوئی
نام نہین جانتا تھا فوج کو انمین سوار کرکے خود ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ گیا
اور اسکو اپنے ہاتھ سے کھیتا چلا گیا۔ منجدھار مین پہنچکر سمندر کے دیوتون اور
دیویون کے نام پر ایک سانڈ کی قربانی دی۔ اور جب کنارہ نزدیک آیا
[illegible] خشکی پر پھینک دیا اور اس سے یہہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہو گیا۔
کنارہ پر اترکر شہر طرائی کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہنچکر اپنے
دوست [illegible] ن کی مقبرون
کے جنہون نے اس [illegible] بھی معہ اپنے
عزیز دوست [illegible] نہایت شوق اور ارادت
سے زیارت کی۔ شاید جوانی کا جوش اس نوجوان شہنشاہ سے ایسی خوش
اعتقادیون کے ظاہر ہونیکا بڑا سبب ہوگا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ
سکندر کی حکمت عملی کا یہہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے [illegible] اور لشکریون
وغیرہ پر ظاہر کرے کہ وہ بھی زمانہ دلاوری کے مشہور بہادر او جنگجو اچیلز کا
ہمانشین ہے۔

[illegible] فارسی کو حقارت کی نظر سے دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ طنبور جس کو
[illegible] سجاکر دل بہلایا کرتا تھا لا دے۔ سکندر جسکی چہرہ پر اسوقت عجیب
طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی تھوڑے دیر مضطرب اور سنسان [illegible]

کے کنارہ پر بیٹھکر مشہور دلاوروں کے کارنامے جنکی تفصیل ملک الشعرا ہومر کی کتاب الیڈ مین درج ہے طنبورہ بجاکر اپنا دل خوش کیا - اس بات کی صحت مین ہمین مطلق شک نہین کیونکہ جسقدر ہمین سکندر کے عادات اور چلن کے حالات سے آگہی حاصل ہے اسی قدر ہم جانتے ہین کہ اسکی طبیعت ضرور اس امر کی متقاضی ہوئی ہوگی کیونکہ دلاوران قدیم کے کارناموں کو سُنکر اُنکی برابری کرنا اور بزرگ ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکھنا یہہ دونون اسکی دلی آرزوئین تہین - اور اسلئے وہ ہومر کی کتاب الیڈ سے ایسا پیار کرتا تہا کہ ایک دم اسکو جدا نہین کرتا تہا بلکہ رات کو تلوار کی ہمراہ پاس رکہکر سوتا تھا اور محبت سے اسکو لڑائی کے علم کی حمایل کہا کرتا تھا -

سلطنت فارس - جنگ گ

[illegible] بر اعظم ایشیا کے کنارہ پر جا [illegible]

[illegible] نہایت

نظر آتی تہین - خود اہل فا[illegible] [illegible]

اس تمام وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تہا جسکی زیر لوا بے شمار مختلف قومین آباد تہین - اور ملک کے حصے قدرتی حدود سے محدود تہے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام ہوتا تہا - جو صوبجات دار السلطنت سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تہے انکی حفاظت اور انتظام کے لئے صرف کسی قدر مسلح فوج ایک معزز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تھی - اور [illegible] افسر جسکے سپرد اس صوبہ کی حکومت کیجاتی تہی بادشاہ کی طرف [illegible] ہوتے تہے اسلئے سلطنت کا چند حصوں پر منقسم ہونا اور طاقت مین کمزور ہونا ایسی لابدی امر تہی کہ جب تک ایسی سلطنت کا وجود باقی تہا بیشک انکا ازالہ

ہونا محال تہا۔ اسکے علاوہ یہہ حکام صوبجات صرف سزا کے ڈر کے مارے
شہنشاہ کی اطاعت کرتے تہے ورنہ ارادت و مودت کا کوئی رشتہ
اُنمین حائل نہین ہوتا تہا جسوقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کے
مقابلہ کے قابل پاتا تھا اسوقت کیلیے بندون باغی ہوکر بادشاہ کو دعوت جنگ
کرتا تہا اسلئے اسوقت صرف اسیقدر نتیجہ نکلتا تہا کہ وہ خطہ زمین سلطانی
سلطنت کے حدود سے چندے خارج رہتا تہا۔ بعض صوبجات کی حکومت بعض
ناظمون کے خاندان مین پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ مین
انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی اسلئے برائے نام بادشاہ انکے انتظام برائے نام منظور
کرلیتا تھا۔

دارا شاہ فارس سکندر بادشاہ کا ہمعصر گذرا ہے اسمین نظامی لیاقت
اور [illegible] لینے کی طاقت موجود نہین تھی۔ انتظام فوج جنگی
اور نبرد آزمائی سے با[illegible] ثابت۔ اسکو حملہ آور
قوم کو پسپا کرنے کی با[illegible]ن پر بہت امید تھی جو
اسکی فوج مین ملازم تہے کہ ایسے [illegible] سکین گے۔ کمبائی شہر
کے عہد سے جو شاہ کیخسرو اول کا بیٹا تہا سکندر کے عہد تک دستور ہوگیا تہا
کہ بہت سے یونانی بہگوڑے ہمیشہ اپنے ملک سے آکر شاہ فارس کی ملازمت مین
شامل ہوجاتے تہے کیونکہ پیچھے ذکر ہوچکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیون کی جنگجوئی
ثابت ہوگئی تھی۔ اور اسطرح اہل یونان اپنے ملک کے زیر حکم اپنے بہائی
بندون کا جو انکے ہمزبان اور ہم اطوار ہوتے تہے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ
مین مستعد ہوجاتے تہے۔ یونان کی خانہ جنگی اور آئے دن کے جہگڑے صرف کے
اکثر اہل یونان کو آرام مین حارج ہوکر انہین وقتاً فوقتاً نادوم چھوڑ کر جلا
وطن ہونے کے لئے مجبور کرتے رہتے تہے اور وہ اسی لئے شاہ فارس سے
اُس عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا رکھتے تہے جس سے وہ وطن

سے دست بردار ہوکر چلے آتے تھے - اسوقت دارا کی بڑی امید کو صرف ایک یونانی میمنن نامی باشندہ جزیرہ روڈس پر بھروسا تھا کیونکہ اسکی جنگی قابلیت اور نبرد آزمائی کی لیاقت اس قابل تھی کہ اسکو شاہ مقدونیہ کا مہیب اور زبردست مدمقابل قرار دے سکیں -

اس عرصہ مین دارا شاہ فارس کے جرنیل سکندر کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جو قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تھا لیکر دریائے گرینکس کے مشرقی کنارہ پر آ موجود ہوا جو ... کہتے ہین اور بحیرہ مارمورا مین گرتا ہے ایک بلند مقام دیکھکر آ پڑے کیونکہ فوج فارس کے سرداروں کا ارادہ تھا کہ اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرین لیکن یہ امر میمنن کی رائے کے بالکل برخلاف تھا - معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت یہ واقف رموز جنگ سپہ سالار لشکر کی کمان پر تعینات تھا ... صحیح اور مفید مشورہ دینے کا مجاز تھا - ادہر سکندر نے مقابلہ ... فوج کو جو تعداد مین قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تھی اور اسکی ...

[illegible]

نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور ... دریا ... مین گھوڑا ڈالدیا اور سواروں کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے تیر برسانے شروع کئے دریا کی تلاطم نے بھی اسکو بارہا غوطے دئے لیکن سیلاب کی طرح جوش مین بھرا ہوا آگے بڑھا گیا کنارہ پر پہنچکر صف آرائی کی مہلت کسی نہ ملی - ابھی پاؤں دہرنے بھی نہین پائے تھے کہ دونو فوجین گتھم گتھا ہو گئین - لیکن چونکہ فارس والونکا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرنے کے قابل نہین تھا - اسلئے فوج فارس باوجودیکہ جان توڑ کر لڑے لیکن شکست کھا گئی انتہائی اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جرأت پر منحصر تھی کیونکہ اسنے فوج مخالف کے دو بڑے نامور سرداروں کو تھامے مقابلہ کے بعد خاک مین ملا یا

اور مقدونیہ والوں کے لمبے بھالوں کا نام ہے جنہوں نے دشمن کی رہی سہی بے قاعدہ فوج کی صفوں کو درہم برہم کیا نا فرد ہو سکتی ہے - گو اس حملہ میں سکندر کا جوشن جوڑ کے مقام سے کھل گیا تھا اور خود بھی چھلنی ہو گیا تھا لیکن جسم کو مطلق گزند نہ پہنچا - فوج فارس کے یونانیوں نے میدان جنگ میں گو داد مردانگی دی تھی لیکن دو ہزار کے سوا باقی سب لشکر ظفر موج کے آب شمشیر میں ڈوب مرے - وہ دو ہزار جو بچ رہے تھے پا بزنجیر کر کے مقدونیہ میں غلام بنانے کے لیے بھیجے گئے -

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کر دیا کہ اسکو اظہار محبت سے لشکریوں کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنیکا ڈھنگ خوب یاد ہے - اُس نے بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیوں کی عیادت کی - انکی بہادری کے کارنامے اور شجاعت کی باتیں سنیں - والدین جنکے بیٹے جنگ میں کام آئے تھے اور بیٹے جنکے باپ اس جنگ میں کام آئے تھے انکی خوب طرح امداد و ہمدردی کی اور انہیں کئی طرح کے حقوق اور مراعات کا مستحق گردانا دیا - سکندر نے اپنے جلو میں ایک دستہ ... الجیش آگے رہنے کا طریق نکالا تھا چنانچہ وہ پچیس سپاہی جو اس حملہ میں اسکے ہمراہ تھے مارے گئے تھے جن پر سکندر نے لسی پس مشہور بت تراش کو حکم دیا کہ انکے بت برنجی تیار کرے - چنانچہ وہ بت مقدونیہ میں رکھے گئے اور بعد ازاں شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے کام آئے -

بحر ایجیئن مشرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی قصبات تھے اور چونکہ سکندر کا منشا تھا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آزاد ریاستیں بنا دی جاویں اسلئے یہ فتح اسکے مقصد کے لئے بہت سود مند تھی - کیونکہ اسکا خیال تھا کہ اس طرح وہ یونانی آپس میں اتفاق کر کے میری تخریب نہیں کر سکیں گی اور دوسرا وہ یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ یونانیوں کو آزادی دینا چاہتا ہے

اور ہر حالت میں انکا ممد اور حامی ہے۔

مختلف مہمات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد مہمات کو اسکی تھوڑے سے ایام حیات میں جمع کر کے دکھلانا بڑا مشکل کام ہے۔ چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخوں کے بھی ہاتھ لرزتے رہے ہیں۔ یہانتک کہ ایرین کی تحریرین بھی صاف نشان نہیں دے سکتیں۔ اسلئے وہ بھی قابل تسکین نہیں ہیں۔ ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی رائے نہیں دے سکتے جیسے کہ ہم اوپر بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اس مقدونیہ کے بہادر جرنیل کی جو مہمات ذہن نشین کرنے کے لئے جغرافیہ اور نقشہ سے مدد لیں۔

جنگ گرینیکس اور میدان انطاکیہ کے درمیان قابل یادگار جو واقعہ گذرا ہے کہ سکندر نے مقام ہیلیکارنیسس واقع کیریا پر تصرف کر لیا یہہ مقام سیمنن نے اسوقت خالی کر دیا تھا کیونکہ اوسپر قبضہ رکھنا اُسے دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ایرین نے اس بڑے تواریخی واقعہ کی یاد میں فقط ایک خفیف سا ریمارک لکھا ہے۔

اب جنوب کی طرف سکندر کے بڑھنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے اُسمین تواریخی اقوال کی تصدیق کے لئے قدرتی نشان بھی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہیں۔ مقام فیسیلس سے لیکر پرگا تک اُسنے کچھہ فوج ایک اندرونی طرف کے نو تیار شدہ مگر دشوار گذار رستہ سے روانہ کی۔ اور خود دریا کے کنارہ کنارہ ہو کر جہاںسے کہ پہاڑ قدم بقدم نردبان کی طرح اُٹھتے چلے جاتے ہیں اور انکی قاعدہ اور سمندر کے درمیان دلدل کا ایک تنگ قطعہ حد فاصل ہے۔ اور جو کہ دوسرے رستہ کی نسبت بہت چھوٹا اور آرام کا رستہ ہے چلا گیا۔ اور اگر اسکی ماننے میں کوئی تامل ہو تو یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان پہاڑوں کی چوٹیاں

پڑا اس زمانہ مین کوئی رستہ نہین تہا اسلئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا پڑتا تہا۔ چنانچہ سکندر کے گذرنے کے وقت اسکی خوش نصیبی سے سمندر کے اس حصہ مین شمالی ہوا کے چلنے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تہا اور ہوا بہت موافق تہی وہان پہنچکر سکندر نے سیلین کے مضبوط قلعہ پر جو کہ می آنڈر کے منبع کے متصل ہے قبضہ کر لیا اور وہان سے ۳۳۳ سال قبل مسیح مین بمقام گورڈیم واقع فرگیا پہنچ گیا جہان اُسکو ساکنین کے تعصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے ایک بڑا نادر موقع فائدہ حاصل کرنے کا مل گیا۔ اس شہر مین لوگونکا اعتقاد تہا کہ جو شخص ایک رتہہ کی (جو وہان موجود تہی) نہایت پیچیدہ اور مشکل گانٹہ کہول دیگا اسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی۔ کیونکہ وہ کہتے تہے کہ یہہ ایک دیوتا کا فرمان ہی۔ اس گانٹہ کے ذریعہ سے رتہہ کے دُہر سے گہوڑونکا جوا جکڑا ہوا تہا چنانچہ سکندر نے نہایت پہرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی مین کامیابی حاصل کی۔ اُسکی ارادہ کی تصمیم۔ طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر کی حضوری سب ایسے اسباب تہے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے اور سکندر کو لوگون کی آنکہون مین اعزاز حکمرانی بخشنے مین کام آئے۔

یہان فوج مین وطن سے اور کمک آملی اور بہت سے سپاہی جو سکندر نے گذشتہ موسم سرما مین مقدونیہ کو بہیجی تہی شادیان کرا کے آپہونچے۔ معلوم ہوتا ہے اس مقام سے جو سکندر ایشیا کوچک کے وسطی سطوح مرتفع اور وہان سے سلیسیا کے میدانون مین پہنچا ہے اور دردہائے کوہستان سے گزر کے جو طرطوس مین پہنچا ہے یہہ سب وہی راستے ہین جنپر اس سے پیشتر ایک صدی کامل خسرو شاہ نے اپنے بہائی کے مقابل یونانی لشکر کی اعانت سے فوجکشی کی تہی۔ زمانہ حال کے مورخ قیاس کرتے ہین کہ طرطوس سے شمال کی جانب بیس میل کے فاصلہ پر جو تنگ سی گلی پہاڑ مین کاٹی ہوئی ہے وہی ہے جسے زینوفن اور ایرین یونانی مورخ سکندر کا راستہ بیان کرگئے ہین اس شہر طرطوس

کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جسکا نام سِڈنس تھا - سکندر جب یہان پہنچا تو دریا کا پانی صاف و شفاف دیکھکر اس مین کود پڑا - منزل کی تکان کی وجہہ سے یا گرم گرم دریا کی سرد پانی مین کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑہ آیا چنانچہ اُسکو اس مقام پر قیام کرنا پڑا - اسیطرح کی غلطی سے کہتے ہین کہ ایسے مقام پر شہنشاہ فریڈرک بار بیروسا بہی بیمار ہوکر مرگیا تہا - غرض سکندر ایسا بستر علالت پر لیٹا کہ جان کے لالے پڑ گئے اور حکیمون نے دوا دینے مین تامل کیا کیونکہ انہون نے سوچا کہ اگر سکندر اس بیماری سے جانبر نہوا تو مقدونیہ والے ہمین زندہ نچھوڑینگے - مگر ایک حکیم نے جرأت کرکے ایک دوا تجویز کی - ابہی وہ دوا تیار بہی ہونے نہ پائی تہی کہ سکندر کو اُسی جرنیل نے جو اُسے شام کے وقت عبور دریا کے گرنیکس سے مانع ہوا تہا ایک خط لکہا کہ زنہار اس حکیم کی دوا ہرگز نہ پینا وہ دارا سے ملا ہوا ہے اور دارا نے تمہارے زہر دینے کے لئے اس سے انعام کا وعدہ کر رکہا ہے - یہہ عریضہ سکندر نے سرہانے رکہہ لیا مگر آفرین ہے اس جوانمرد بادشاہ کی خداداد دلیری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے لایا تو ایک ہاتہہ سے دوا کا پیالہ مُنہہ سے لگا لیا اور دوسرے ہاتہہ سے اُسے وہ خط دکہلایا - سکندر دوا پیتا جاتا تہا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑہ کر بمصداق قہر درویش برجان درویش پیچ و تاب کہاتا جاتا تہا - یہہ مقام اس حکیم النفس شہریار کی سوانح عمری مین بیشک بڑی گہری توجہہ کے قابل ہے - اسکی جوانمردی اور حمیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک خیر خواہ حکیم کو جو بظاہر دوستی کا دم بہرتا ہے اسکی دوا پینے سے انکار کرکے شرمندہ کرے یا دوا ئی کہانے سے پہلے اسکو خط دکہلاوے - آخر کچہہ عرصہ کے بعد سکندر کو صحت کلی حاصل ہوگئی اس سے کچہہ عرصہ پیشتر ممنن مر گیا تہا اور اُسی کے ساتہہ دارا کی گرما گرم امیدین بہی زندہ درگور ہوگئی تہین - مرتے وقت یہہ بہادر اور فن جنگ مین تجربہ کار سپہ سالار بحر الجزائر مشرقی یونان مین ایک زبردست جنگی

بہت الٹو پڑا تھا جسکی مزاحمت سکندر ہرگز نہیں کرسکتا تہا۔ اُسنے مقام لیبوس پر قبضہ کرلیا تہا اور مقدونیہ میں یو بوآ پر حملہ کرنے کو تیار رہتا کیونکہ اُسکو امید تھی ریاست لیبس ڈیمون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تھی میری امداد ضرور کریگی۔ میمنن کی اتفاقیہ مرگ سے سکندر کو ایسے دشمن کے ہاتھ سے رہائی ملی کہ جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسی نمایاں اور روز فتوحات کو ادہورے چھوڑکر بجز یونان میں لوٹ جانے کے اور کچھہ بن نہ آتا۔

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہوکر سکندر اوسی راستہ سے جسپر کہ کیخسرو گذرا تہا براہ خلیج سکندروں چھوٹے سے قصبہ میری اندرس پر جو ملک سیریا یعنی شام میں واقع ہے جا پہنچا۔ دارا نے پہلے ہی سے ملک شام میں ایک فراخ سے میدان کو جسپر کہ اسکی بے شمار فوج بآسانی ڈیرہ خیمہ لگا سکتی تھی روکا ہوا تہا۔ دارا نے چاہا کہ اس مقام کو چہوڑکر کسی اور جگہہ پر جہاں مقابلہ کا عمدہ موقع ہو لشکر جا ڈالے لیکن ایک یونانی امینطس نامی نے جو اسکی ملازمت میں تہا اُسے ایسا کرنے سے منع کیا کیونکہ اُسکی نزدیک اس سے عمدہ موقع فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تہا۔ مگر افسوس دارا نے اسکا کہا نہ مانا اور ایک جگہہ مقابلہ کرنے کے لئے پسند کی جسپر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندوں کو ایک حکمی امر نظر آتا تہا۔ سلسلہ کوہستان طرسوس سے ایک چھوٹے سے پہاڑی خلیج سکندروں کی جانب نکل جاتی ہے اور راس خنزیر کے سطح مرتفع پر جا ختم ہوتی ہے سلسلہ کوہستان خلیج سکندروں کے کناروں تک چلا گیا ہے۔ صرف بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسپر دو فوجیں آمنے سامنے رزم آرا ہو سکیں ایک مقام پر راستہ ایسا تنگ ہے کہ وہاں خاطر خواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت ہاتھہ آجاتی ہے۔ اس عجیب محفوظ

راستہ سے سکندر شام مین داخل ہوا تہا - اور دوسرے رستہ سے جو کہ اس سے بہی شمال کیطرف سلسلہ کوہستان مین واقع تہا اس سے دارا شام سے میدان انطاکیہ کی جانب آگے نکل گیا تہا - یہانتک کہ دریاے پنارس اسکی فوج کے میمنہ کی جانب واقع تہا اور وہ خود سکندر کے میسرہ کی طرف لنگرانداز تہا - لیکن افسوس اُسنے ایسے مقام کو میدان کارزار قرار دیا تہا کہ جہان سے فتح یقیناً اہل مقدونیہ کے حصہ مین ہوتی نظر آتی تہی -

سکندر پس پا ہوکر کوہستان باب شام سے جا گذرا اور شاہ فارس کو میدان انطاکیہ مین آمادۂ کارزار پایا اپنی فوج بہی وہین ڈالدی - مقدونیہ والون کی فوج جانب یسار سے سمندر سے محفوظ تہی اور جانب یمین بہی ایسی مقام پر تہی کہ جہان امید نہین تہی فارس کی جرّار فوج اسکو گہیر کر شکست دے سکے - شاہ فارس کے پاس گو غنیم سے کئی حصے زیادہ فوج تہی لیکن تو بہی فوج مخالف کے حملہ کا منتظر رہا گویا کہ اُسکو اپنی کمزوری کا خود یقین تہا اور پہلے ہی سے جانتا تہا کہ مجہے شکست ہوگی اُسنے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت نہ دیکہا جو اپنی فوج کے جانب یمین قایم تہا خود دریا مین گہوڑا ڈالدیا اور باہر نکلکر برق کی تیزی اور صاعقہ کی کوند سے فارس والون پر حملہ کر کے علی الفور انکی یسار کو توڑ دیا - شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیون نے مقدونیہ والون کے وسطی حصہ کا خوب جان توڑ مقابلہ کیا - اور فوج فارس کے جانب یمین کے سوارون نے جو کہ اہل تہسلی کے بالمقابل تہے ویسے ہی جوہر شجاعت دکہائے اور بڑی جوش مین آکر لڑتے رہے لیکن عین معرکہ مین جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تہا دارا شاہ فارس نے جب اپنی فوج کے یسار کو شکستہ دیکہا تو بزدلی کے آثار ظاہر کئے اور ازراہ حماقت میدان جنگ سے ایک گہوڑے پر سوار ہوکر ایسا بہاگا کہ کسی کے ہاتہہ نہ آیا - سوار جو میدان مین جمے کہڑے تہے باقی فوج سمیت اپنے بادشاہ کی طرح بہاگ نکلے - غالباً کشت و خون بے انداز ہوا ہوگا

کیونکہ خواہ یونانی موخون کی تحریر کو مبالغہ ہی مان لیا جاوے تاہم جنگ کا موقع
اور کیفیت اس امر کی شاہد ہے کہ بڑی خونریزی کا معرکہ ہوا ہوگا۔ بطلیموس
جو بعد ازان مصر کا بادشاہ ہوگیا تہا اور اس لڑائی مین بذات خود شریک تہا
بیان کرتا ہی کہ ایک تنگ راستہ بالکل مقتولین کے سر بریدہ جسمون کے فرش
سے ڈہنپا ہوا تہا۔ چنانچہ اسپر سے تعاقب کرنیوالونکا ہی گذر ہوا جنکو گہوڑون کا
شاید ایک ہی قدم لاشون کے سوا زمین پر نہین پڑا ہوگا۔ دارا دریائے فرات
سے مقام ہنیپکس کے پاس کے گذر سے جو معمولی راستہ عبور دریا کا تہا اور جسکا
عرض بلد شمالی ۳۵ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے جان بچا کر گذر گیا۔ لیکن اپنی بیگم
اور والدہ ایک ناکتخدا لڑکی معہ ایک معصوم بچہ کے جو میدان جنگ تک اسکی
ہمراہ آئی تہے دشمن کے ہاتہہ مین چہوڑ گیا۔ سکندر کے لشکریون نے فوج فارس
کو خوب لوٹا۔ جب شہنشاہ نصرت مآب دارا کے خیمہ مین داخل ہوا تو اسکے
مختلف درجے اور ہر درجے مین تکلف کا سامان دیکہکر حیران ہوا۔ کسی مین حمام
کا اہتمام اور مشک وعنبر جلتا دیکہا کسی مین کہانے پینے کی چیزین اور دنیا
کی نعمتین مہیا پائین اور کسی مین خوابگاہ کے تکلف نظر آئے۔ یہہ بہادر
دیکہکر اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایشیا مین اسی
عیش وعشرت کا نام بادشاہت ہی۔ اُسی خیمہ مین بیٹہا کہانا کہا رہا تہا
کہ برابر خیمہ سے عورتون کی گریہ زاری کی آواز آئی۔ تفتیش کے بعد معلوم
ہوا کہ دارا کی بیوی لڑکی اور والدہ اسکے رتہہ اور کمان کو دیکہہ کر رو رہی ہین
اور سمجہتی ہین کہ وہ لڑائی مین مارا گیا۔ سکندر نے انکے حال زار پر افسوس
کیا اور اُنسے کہلا بہیجا کہ دارا زندہ ہے تم غم نکرو اور خاطر جمع رکہو۔ جس عزت
وحرمت سے اسکے ساتہہ رہتی تہین اُسی صورت سے اب بہی رہوگی۔ میری لڑائی
دارا سے فقط سلطنت کی بابت تہی تمکو ننگ وناموس سے کچہہ تعرض نہین
ہے۔ کہتے ہین کہ دارا کی بیبی اور بیٹی حسن وجمال مین بے نظیر تہین مگر سکندر

نے اُنکو تصویر کی مثال سمجہا اور جو کلمہ زبان سے نکلا تہا اُسے پورا کر دکہایا - اُنکی خاطر داری اور دلجوئی مین کوئی دقیقہ اُٹہا نرکہا - جتنے نوکر چاکر اُنکی خدمت مین ہتے تہے سب بدستور رہے اور کسی بات مین فرق نہ آنے دیا - اُنکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکہا کہ لشکر کے کسی آدمی کو اُنکی خیمہ کے پاس نہ پہٹکنے دیا - اور سب کو یہہ حکم سُنا دیا کہ اگر کسی کا بیہودہ کلام اُنکے کان مین پہنچیگا تو اُسکو سخت سزا دیجائے گی - اس لڑائی کے فتح ہوتے ہی شام کے ملک پر سکندر کا تصرف ہو گیا اور شہر دمشق مین بہت سا مال و خزانہ اسکی فوج کے ہاتہ آیا - کہتے ہین ان ایام مین دارا نے پیغام صلح شاہ منصور کی خدمت مین بہیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کر لیوے لیکن اس عالی حوصلہ شہریار نے جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا ناکام رہا -

شہر سور اور غازا کی تسخیر

اس انطاکیہ کی فتح مین جو ۳۳۳ سنہ قبل مسیح کے خاتمہ کے قریب سکندر کو حاصل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت مین کمر توڑ دی اور سکندر کے لئے شہر بابل اور مصر کی جانب رستہ کہول دیا - اسی فتح نے ایگیس اور فارنیبیزس کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجزائر یونان مین خاک مین ملا ڈالے - چونکہ فارس والون کی طرف سے یونانیون کو بغاوت پر آمادہ کرنیکا اندیشہ تہا اور یونان مین اُنکی مدد جہاز ہی کے ذریعہ سے پہنچ سکتی تہی اسواسطے اُسنے بحیرہ شام کے ساحل کے علاقہ کو جسے فنیشیا کہتے تہے سخر کرنا مقدم سمجہا - یہان مطلع صاف تہا کوئی اسکے مقابلہ مین نہ آیا جس شہر مین پہنچا وہان کے لوگون نے اطاعت کا سر جہکایا مگر ناگاہ ایک بہت بڑی رکاوٹ رستے مین پیش آئی - جو دارا کے مقابلہ کی نسبت بہی زیادہ مشکل نظر آتی تہی یہ شہر سور تہا جہان کے باشندون نے اپنے دیوتا کے گہمنڈ پر اُسے شہر

مین دخل ندیا - گو دارا کی جرار فوج کو شکست فاش دینے کے لئے ایک ہی دن
کافی تہا لیکن شہر سور پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینون کی محنتین درکار
تہین - یہہ شہر جو تجارت کا بڑا مرکز تہا ایک جزیرہ پر واقع تہا جو آبنا اس جزیرہ
کو برا عظم سے جدا کرتی تہی عرض مین نصف میل تہی - اور عمق کا یہہ حال
تہا کہ برا عظم کی طرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تہی لیکن ہوتی ہوتی
جزیرہ تک اٹھارہ فیٹ پانی گہرا تہا - اس جزیرہ کی شہر پناہ بڑی بلند اور
مضبوط تہی اور سب طرح کا سامان جنگ مہیا تہا - کئی صدیون سے یہہ بڑا
دولتمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا واسطہ رہا ہے -
اور اسی جگہہ سے قدیم باشندگان یوروپ کو وہ جملہ ایشیائی پیداوارین
دستیاب ہوتی رہی ہین جنکا ذکر پورانے یونانی نوشتون مین پایا جاتا ہے
اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام معلوم سمندرون مین
پہرتے رہتے تہے اور اسکے تجربہ کار تاجر بہت سے ناواقف لوگون سے جن کو
وہ خود نہین جانتے تہے اور ان کے ذریعہ سے انکے ہان سے اسباب منگوایا
کرتے تہے - انکے سوداگر امیر الامرا سمجہے تہے اور انکے گودام ملکی اور قومی
دولت اور دنیا کی ضروریات کے اسباب سے بہرپور تہے - حزقیال نبی کی کتاب
کے ستائیسوین باب مین اس نہایت متمول شہر کی آسودگی اور اسکو زر
ومال کی افراط اور شان وشوکت کا بیان قدیم یونانی نظم مین بڑے زور سے
بیان کیا گیا ہے -

فنیشیا کے تمام شہرون نے سکندر کی آمد آمد پر اطاعت قبول کر لی اور
قدیم صیدا نے بلا تکلف اسکی انقیاد کا حلقہ گردن مین ڈال لیا مگر سور نے
جو اپنی بحری طاقت پر مغرور تہا سکندر کی شرائط کو نامنظور کیا اور بزور
مزاحمت کرنے پر آمادہ ہو گیا -

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے بہی ایک پشتہ بنانا لازم تہا

جو خشکی سے لیکر جزیرہ تک نصف میل لمبا ہو چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت سے تیار کیا۔ کہتے ہین بخت نصر بادشاہ نے بھی اس شہر کو اسی طرحکا پشتہ بنا کر لیا تھا لیکن اگر یہہ بات درست ہے تو وہ پشتہ کسی ایسی حکمت سے بنا گیا ہوگا جو بعدہ بآسانی اُٹھا لیا گیا ہو۔ مگر غالباً بخت نصر جزیرہ پر قبضہ نہین کر سکا ہوگا جبتک کہ اُس نے پرانے شہر پر جو ساحل بحر پر واقع ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا بند ابھی تک موجود ہے چنانچہ اب شہر سور بھی بر اعظم کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جزیرہ ساحل سے ملکر جزیرہ نہین رہا۔

سات ماہ کامل کے محاصرہ کے بعد یورش کر کے شہر قبضہ مین لیا گیا۔ فوج منصور نے جو اسقدر طول طویل محاصرہ سے تھک گئی تھی آٹھ ہزار محصورین کو قتل کر کے انکے خون سے دل ٹھنڈا کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر بیچے گئے۔ اگر ہم ڈایوڈورس اور کرٹیس کی شہادتون کو پایۂ اعتبار دین تو شہنشاہ فاتح کو ساحل سمندر پر دو ہزار جانون کو پھانسی دینے کے جرم مین انسانی ہمدردی اور رحم کا مجرم قرار دیسکتے ہین۔

سلطنت پارسی کا آخری مرحلہ اب طے ہو گیا اور تمام بحری تری مملکت مقدونیہ والون کے قبضہ اقتدار مین آگئی۔ سلطنت فارس کے عہد مین اہل سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے بدین شرط کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیون مین جو یونانیون کے مقابلہ مین ہوا کرین فارس کے لئے مہیا کر دیا کرین۔ اور یہہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سور بھی اس سے انکار نہین کرتے تھے بلکہ انکا بھی بڑا مدعا یہی تھا کہ جسطرح ہو سکے یونانیون کو مضرت پہنچائی جاوے کیونکہ بحیرہ روم مین تجارت کرنے مین یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ اُن سے بڑی نفرت رکھتے تھے۔

شہر غازہ کے محاصرہ مین سکندر کے دو ماہ صرف ہوئے یہہ ایک مضبوط

شہر خطہ فلسطین مین واقع ہے - اس شہر کے باشندون نے بھی سکندر کے تصرف کرنے مین مزاحمت کی تھی اسلئے اس نے شہر کو فتح کر کے سب باشندونکو معہ زن وبچہ کے غلام بنا کر بیچ ڈالا -

سکندر کا اورشلیم مین پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اورشلیم کے باشندون نے بوقت محاصرہ غازا سکندر کو نقد اور فوج بہم پہنچانے کی امداد سے انکار کیا تہا اسلئے بقول جوسیفس مورخ یہودی وہ سور اور غازا کی فتح سے فراغت حاصل کر کے اورشلیم کی جانب بڑہا - سردار کاہن جودس نامی معہ تمام فقیہون اماموں اور باشندگان شہر کے اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے فاتح بادشاہ کی خدمت مین خود جا حاضر ہوا - سکندر نرالا نظارہ دیکھکر بڑا حیران ہوا انکا قصور معاف کر دیا - خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور حسب ہدایات جودس سکندر نے ہیکل مین جا کر سوختنی قربانی چڑہائی - سردار کاہن نے بادشاہ کو دانیال نبی کی کتاب دکھلائی اور وہ فقرے بتلائے جنمین یہ پیشین گوئی درج تہی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئیگا - مورخ لکھتا ہے سکندر کو اس نوشتہ پر یقین کامل [illegible] بن [illegible] کی بابت پیغمبر نے پیشین گوئی کی ہے [illegible] ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ ایمن کے معبد [illegible] بیان ہو [illegible] جسکا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے - اریئن اس بارہ مین کچھ نہین لکھتا اب سکندر کے راستہ مین مصر تک کوئی رکاوٹ نہ رہی - اور مصر بلا تکلف و مزاحمت ہاتھ آگیا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ خطہ مصر ایک سو برس سے بعہد کمبالیسر خلف الرشید شاہ کیخسرو فتح ہو کر داخل سلطنت ایران ہو گیا تہا - اور بربنائے

نام مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تہا۔ مصر کی سلطنت بڑی قدیمی تہی
اور قریب ایک ہزار پانسو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت
یوسف علیہ السلام کے تہی جو کہ منجانب فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تہا
اور اس زمانہ مین دریائی نیل اس جگہہ پر بہتا تہا اس سبب سے وہ زمین
سیرحاصلی اور دولت کے لئے دنیا مین مشہور و معروف تہی مگر رعایا
حال کی مانند جاہل اور بے تمیز تہی سات روز کے عرصہ مین فوج ظفر موج براہ
بیابان بمقام پیلوسیم جو مصر کی جانب مشرق سرحدی قصبہ ہے پہنچ گئے۔
مصر کے حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تہا مزاحمت کرنا بے سود
سمجہا اور ملک مقبوضات یونان مین شامل ہونے دیا۔ سبب سے ۰۰ دو سال

ہہ ... اس ملک کا انتظام ہمیشہ سے خراب رہا
او ... کہ اہل فارس اور اہل مصر مین اور اہل
یونان اور اہل فارس مین مصر کی حکومت کے بارہ مین بہت جنگ وجدل
ہوا کئے۔ مصریوں کی ایرانیون سے ہمیشہ ناراض و برگشتہ رہنے کی بڑی وجہہ
یہی تہی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف
معبدون مین بخ کے کام بہی انجام دیکے لیتے تہے۔ لیکن یو...
مذہب کے سیدہے سادے قوانین مصریون سے ملا جلا دیئے اور انہیں ثابت
کر دیا تہا کہ ہمارے تمہارے مذہب کی حقیقت مین ایک ہی اصول ہین۔
پیلوسیم سے کوچ کرکے سکندر شہر ہیلی پولس (شہر مقدس) مین جو
گذشت معابد و مقابر کے لئے معروف تہا جا پہنچا اور وہان سے بمقام ممفیس
وارد ہوا جو اس زمانہ مین ملک مصر کا پایۂ تخت ہونیکی وجہہ سے بڑی رونق
پر تہا۔ صحیح قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہان سے جنوب کیجانب

بالکل نہین پڑا۔ یہان سے دریائے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینوپاک کہتے تھے جھیل میریا مین جا داخل ہوا اور یہان لیعنے دریائے نیل کے دہانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو اجتک بڑے تجارت کا مرکز ہے۔

کسی حکمت عملی اشتیاق یا ظاہر داری کے لپیٹ مین شاید ان تینون باتون کو مدنظر رکھکر سکندر نے معبد امین کی زیارت کی۔ مصر والے بڑے اس معبد کی پرستش حج اکبر یا مہاجاترا سمجھ جاتے تھے چنانچہ اس سکندر کی زیارت سے انہین بڑا فخر اور ناز پیدا ہوا۔ آجکل اس مقام کا پتہ سوا کے قریب ۲۹ درجہ ۱۲ دقیقہ شمالی عرض بلد اور ۴۴ درجہ ۵ دقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہین کیونکہ یہان پر آجتک ا... ... عظیم الشان معبد کے کھنڈرات اور ... اس شہر کے قدیم مقام وقوع کی ... اور نشانات ہے ... ... بیرین مورخ اپنی تاریخ مین سکندر کے مجاورون سے گفتگو اور ... چہار کرامات وغیرہ بہت مجمل سا لکھکر گذر جاتا ہے ہمارے خیال مین یہہ مورخ اس واقعہ کو چندان تاریخی وقعت نہین دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہین سمجھتا۔ دیگر مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ سکندر کو مجاورون نے ابن الجوپیٹر کا خطاب بھی دیا تھا اور اس سے یہہ بھی وعدہ کیا تھا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہو جائیگی اور تیرے نام کا سکہ ایک مرتبہ تمام روئے زمین پر چلیگا۔

جنگ آربیلا اور دارا کی وفات

اس اثنا مین جبکہ سکندر کو یونان سے کچھ کمک پہنچ گئی اور اسنے سلطنت مصر کا بھی بہت عمدہ قابل تسکین انتظام کر لیا تو اسے معلوم ہوا کہ پھر شاہ فارس بڑی جرار فوج جمع کرکے جنگ کا منتظر ہے۔ اسلئے اسکی مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنان عزیمت طرف اضلاع مشرقی کے پہیری سنہ ۳۳۱ قبل
مسیح کے موسم بہار مین اُسنے شہر سُور کا رستہ لیا اور وہان پہنچکر چندے قیام
کیا۔ وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین دمشق کو فتح کرتے ہوئے دریائے فرات کو گذرہ
تہپسکس سے کشتیون کا پُل باندہ کر عبور کیا اور سرزمین الجزیرا کے بیچون بیچ
غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچکر چلا گیا۔ الجزیرہ جسکو قدیم زمانہ مین مسو
پوٹیمیا کہتے تہے وہ ملک ہے جو دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان دوابہ ہے
اور جانب جنوب یہانتک کہ یہہ دونون دریا بمقام شط العرب بصرہ سے چالیس
میل کے فاصلہ پر جا ملتے ہین چلا گیا ہے۔ آخر سکندر نے دریائے دجلہ کو اس
مقام کے قریب سے کہ جہان اب شہر نینوہ کے کہنڈرات پائے جاتے ہین اور جو
اس زمانہ سے بہی پہلے برباد ہوکر نیست ونا [illegible] نیا
گو یہہ تمام سفر آٹہہ سو میل لنبا ہوتا ہے [illegible]
سے لکہا ہے اور بڑے بڑے جنگی مہمات کے ذیل مین شامل نہین کیا۔ دجلہ سے
پار اترا اور طوریہ سے ہوتے ہوئے ابہی چار منزل چلا تہا کہ کچہہ سوار دارا کے گرفتار
ہوکر اسکے لشکر مین آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ دارا کا لشکر شہر اربیلا سے جسکو
اب اربل کہتے ہین بیس میل کے فاصلہ پر دجلہ اور کوہستان کردستان کے بیچ کے
میدان مین ایک گانو کے قریب جسکا نام گوگامیلا یعنے اونٹ کا گہر ہے
رود بُمادس کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر نے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر آدہی
رات کو اُس گانون کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو جا لیا۔ اُسوقت فارس
والے جو شبخون کے اندیشہ سے راتون جاگتے تہے تہک کر چور ہو رہے تہے مگر بعض
جوان جی توڑ کر لڑے گو فارس کی فوج تعداد مین بہت کثیر تہی لیکن سکندر کی
کارآزمودہ فوج اور اسکے جنگ آزمودہ سپہ سالارون کے مقابلہ مین پہلے میدان
کی طرح جانبین کے بڑے کشت وخون کے بعد دارا کے پانون اُکہڑ گئے اور یہہ
بزدل بادشاہ جسکو میدان جنگ سے بہاگ جانے کی بہت عمدہ جا بیچ آئی تہی

ایک مرتبہ پہر اپنی باپ دادا کی سلطنت کو اپنی ہاتہہ سے لٹا کر اور جان بچا کر
شہر ہمدان کو جو صوبہ میڈیا مین واقع ہے نکل گیا - اب سکندر کو ایسی ڈرپوک
دشمن کا مطلق بیم و ہراس نہ تہا بلا تکلف و مزاحمت میدان جنگ سی آگے
کو روانہ ہوا - گو یہہ جنگ بمقام گوآگامیلا واقع ہوا تہا لیکن جنگ آربیلا کے
نام سے مشہور ہی کیونکہ آربیلا تک سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تہا - یہہ شہر
آربیلا چالیس پچاس میل کے فاصلہ پر شہر گوآگامیلا سے واقع ہے -

ایک مورخ اس جنگ کی کیفیت اسطرح لکھتا ہے جسکو دیکھکر یونانیون کی
نبرد آزمائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہا نہین جاتا - اسکا
بیان ہے کہ سکندر زرہ بکتر مین [illegible] میدان کی طرف نکلا - ایران کی فوج

تہی اُس نے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چارطرف سی محصور کر کے عدم کا راستہ دکہا
لیکن سکندر اس [illegible] پیچ کو سمجہہ گیا اور اپنی فوج کو مخروطی صورت مین اسطرح
آراستہ کیا - کہ اول ایک سپاہی اسکے پیچہے دو اسکے بعد تین - اس ترکیب سے اگلی
فوج کم تہی پچہلی زیادہ - اور تمام فوج آسانی سے تینون طرف مقابلہ کر سکتی تہی غرض
اسطرح فوج کو تیار کر کے سکندر نے دہاوے کا حکم دیا - اس نادر ترکیب سے یہہ قلیل
سپاہ کثیر فوج کے قلب مین گہسی چلی گئی - اور قریب تہا کہ مخالف کو شکست ہو
کہ ناگاہ سکندر کو خبر لگی کہ پارمینو کے دستہ نے شکست کہائی یہہ سنکر سکندر
اُدہر متوجہ ہوا اور اسکی فوج مین کسیقدر کہلبلی مچ گئی مگر سکندر نے بڑی دانائی
سے پارمینو کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سنبہال لیا اور ایسا جان توڑ کر لڑا کہ
خون کی ندیان بہ گئین ہزارہا مردون کا کہیت ہو گیا - مگر دارا کو بہاگنے کا موقع ہاتہہ
آ گیا تہا اسلئے ایک تیز رفتار گہوڑہ پر سوار ہو کر کوہستانی آرمینیا کو نکل
گیا !!

وقائع سکندری مین آربیلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقع ہے - گو دارا ہنوز مرا نہین تہا لیکن اب بادشاہ بہی نہین رہا تہا - اسکی سلطنت برباد و تباہ ہوگئی تہی - اسکی مملکت کا بڑا نادر حصہ ہاتہہ سے نکل گیا تہا - اور اب شاہ ظفریاب کو تمام ملک پر تصرف کرنے مین کوئی حریف مزاحم نہین رہا تہا - افسوس ہے سکندر اسوقت پیاپے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہوکر کسی قدر آپے سے باہر ہوگیا اور اسکی طبعیت اور چال چلن مین ایک تغیر عظیم واقع ہوگیا - اُس نے بتدریج ایشیائی شہنشاہون کے جاہ وجلال تخت وتاج اور جملہ لوازم عیش وعشرت کو پسند کرنا شروع کیا - اور اس از خود رفتگی کی حالت مین اس سے ایسی شرمناک افعال سرزد ہوئے کہ اگر مورخونکی ساری باتین مان لین تو اسکی بریت کسی طرح ہونی ممکن نہین -

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے کیخسرو اور دارائے اول کی بڑی بڑی شکست یورشونکا مقابلہ کرچکا تہا اب بلا مزاحمت اقبال سکندری کا لوہا مان گیا - سکند رپنجی دروازون سے ہوکر شہر مین داخل ہوگیا - اسکی خیر مقدم کے لئے لوگون نے پہول برسائے اور بطور شگون شیر اور چیتے منگوائے - سکندر نے پہلے بادشاہون سے ایک نرالی تدبیر تسخیر قلوب کی اختیار کی تہی - شاہ زرکسیز

بخلاف اسکے بت پرستی کے معبدکی حفاظت کے سامان تجویز کردئے اور کالدی فرقہ کے قابل اعتقاد دین کے بتلائے ہوئے آئین پر بعل کے حضور مین قربانی چڑہا کر اپنے آپ کو انکے مریدون کے زمرہ سے یکّا معتقد ثابت کیا - بادشاہ کی طرف سے بابل والون کو حکم ہوگیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرلو لیکن یہودیون نے منت چاہا کہ بادشاہ بتخانہ بنانے کی تاکید نکرے - چنانچہ سکندر نے انکی درخواست منظور کرلی - مقدونیہ والے بابل سے کوچ کرکے بیس روز کے عرصہ مین شہر سوسا مین

جو دریائے کبرہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جا پہنچے۔ یہہ شہر اُس زمانہ مین شاہان فارس کا خاص مسکن تہا اور انکے خزائن خاصکر یہین محفوظ رہا کرتے تہے جو سکندر کے ہاتہہ آئے۔

اس شہر سے دریائے کروُن کی جانب راہ پیما ہوا۔ اور وہانسے وادی رم ہرمز سے گذرتے ہوئے درہ قلعہ سفید سے جہان سے خاص فارس کو رستہ نکلتا ہے ہوکر چلا گیا۔ اسکا منشا تہا کہ شہر پرسی پولس کو جو دار الخلافہ فارس تہا اور شیراز کے قریب آجتک اسکے کہنڈرات بنام چہل منارہ پائے جاتے ہین مسخر کرے۔ یہان پہنچکر اُسنے دارا کے تخت پر جلوس کیا اور تسخیر شہر سے تیس کروڑ روپیہ اسکے ہاتہہ آیا۔ یہہ تمام مال و زر اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نثار رفیقون مین تقسیم کردیا۔ مگر افسوس ہے اُس نے چلتے ہوئے اس شہر کو نشہ کی حالت مین ایک گمنام عورت کے بہکانے سے جو اسکے لشکر کے ہمراہ تہی جلوا دیا بعض مورخونکا یہہ بہی گمان ہے کہ مسلمانون نے اپنی باری مین جلایا ہوگا۔ لیکن بعض دیگر مورخ اسطرح بہی لکہتے ہین کہ جب سکندر پرسی پولس مین پہنچا تو بدقسمت یونانیون کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر قید کر رکہا تہا اسکی ملاقات کو آیا۔ سکندر یہہ ظلم اور بیرحمی دیکہکر تہرا اُٹہا اور آنکہون مین آنسو بہر لایا۔ اور اُن سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم گہبراؤ مت مین تم سب کو بحفاظت تمام یونان کو بہیجدونگا۔ مگر انہون نے عرض کی کہ آپ ہمین یہین رہنے دین کیونکہ اب ہماری صورتین مسخ ہوگئی ہین اور اس قابل نہین رہین کہ عزیز و آشنا ہمین دیکہکر نہ ڈر جاوین۔ اُنکی بیکسی اور دارا کی سنگدلی دیکہکر سکندر کی آنکہون مین خون اُتر آیا۔ قتل عام کا حکم دیا اور شہر کو مسمار کرادیا۔

کہتے ہین اسوقت جب مقدونیہ کے ایک باشندہ نے سکندر کو تخت پر رونق افروز دیکہا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بدقسمت

ہین جنہون نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوئے نہین دیکھا۔

۳۳۰ قبل مسیح مین پرسی پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کی طرف رخ کیا۔ شہر مین پہنچکر اسکو معلوم ہوا کہ دارا قدیم شہر رے کے راہ سے کوہ البرز کے درون سے ہوتے ہوئے کسی کسی پناہ جاہنے کی تلاش مین صوبجات بخارا مین بحیرہ خزر کو چلا گیا ہے۔ لیکن یہان آکر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا کے ایک حاکم نے جسکا نام بیسس ہے سلطنت کی ہوس مین اُسے پابزنجیر کر رکھا ہے۔ جب دارا آربیلا کے میدان جنگ سے بھاگ گیا تہا تو یہہ شخص اسکی ہمراہ تہا اسلئے دارا نے اسکی خدمات کے عوض مین اسکو اپنی رہی سہی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تہا۔

ہمدان مین پہنچکر تہسلی والون کی فوج اور دیگر کئی ایک ریاستون کے یونانی سپاہیون کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باعزاز تمام انکو علیحدہ کر دیا۔ اور علاوہ تنخواہ چکا دینے کے انعام واکرام سے بہی مالامال کر دیا۔ بعض نے بخوشی سفر وسیاحت اور مہمات مین شریک رہنا پسند کیا۔ چنانچہ وہ بطور والنٹیر فوج کے رکہہ لئے گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنے گہوڑے بادشاہ کے پاس فروخت کر دئے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ تک سرکاری ہمراہ [illegible] بحفاظت سے پہنچگئے۔

[illegible]
ہے اسکی مہمات مین بڑا مغلق اور بے سروپا ہے صرف اریین کے مختصر سے تحریر سے کسی قدر اسپر روشنی پڑتی ہے ورنہ دیگر مورخ اسکو اور بہی الجہا دیتے کر دیتے ہین کہ سمجہہ مین نہین آسکتا۔ ہم بلا مزاحمت یہہ قبول کرنے کو تیار ہین کہ اریین نے جو سکندر کے تیز و تند اور صعوبت آمیز سفرون کا تذکرہ تعجب انگیز پیرایہ مین طے ہونا بتلایا ہے وہ مبالغون سے خالی نہین یا لو [illegible]

مبالغہ سے کام لیا ہے اور یا اس سے ملک کی حالات اور وسعت کی لاعلمی سے ایسا لکھا گیا ہے۔ غرض بہر کیف انکو اتنے بڑے سفر ولنکا اتنی جلدی سے طے ہونا بعید از قیاس ہے۔ لیکن پہر بھی یہہ باور کرلینے میں ہمیں کچھہ تامل نہیں کہ بہر حال چنگیز خان اور تیمور لنگ نے انہیں دشت اور بحر و بر کو اس تیزی سے طے نہیں کیا تہا۔ جغرافیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض نے لاعلمی سے ایسے غلط لکہ دئیے ہیں کہ جو شخص انکو جاننے والا ہے وہ دیکہہ کر بڑا متعجب ہوتا ہے۔

دارا سے پہلے مقدونیہ کا دلاور کوہ البرز کے ایک تنگ سی گلی سے جسکو درہ خضر کہتے ہیں بہکر نکلا۔ اور ایک رات میں دارا کے تعاقب میں پارتہیا کے جنگلی اور ویرانہ پہاڑوں کو گہوڑون پر سوار کرکے ۴۰۰ سٹیڈیا[1] کا فاصلہ طے کیا۔ سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تہا کہ آخر اسنے صرف چند سواروں سے اسکو جا لیا۔ بلیسس سمجہا کہ سکندر کا سارا لشکر مجہپر آپہنچا ہے گہبرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بھی ساتہہ لیجانا چاہا مگر اوس نے انکار کیا اور جواب دیا کہ مجہہ تیری قید سے سکندر کی قید اچہی ہے۔ اسپر اس ظالم کے دو پاجی نوکرون نے اس بدنصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت زخمی کیا اور مردہ سمجہکر سڑک پر ڈالدیا۔ اور خود چہہ سو سوارون کو ساتہہ لیکر نکل گیا۔ جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہنچے تو اُسکی حالت نزع میں پایا۔ ایک سوار سے اُس نے پانی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا!

منہہ سے لگا یا اور کہا کہ اب پیالہ عمر لبریز ہے اور میں تجہکو انعام دینے کی قدرت نہیں رکہتا۔ اسکا صلہ سکندر دیگا اور سکندر کو خدا اجر دیگا۔ کہ اُس نے میری بیوی اور بچون کے ساتہہ شاہانہ سلوک کیا ہے۔ پہر سوار

[1] قدیم یونانیوں اور اہل روما میں سٹیڈیا ایک فاصلہ ناپنے کا پیمانہ تہا۔ یہہ ۶۰۶ فٹ ۹ انچہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ۴۰۰ سٹیڈیا قریب ۴۶ میل کے ہوتے ہیں۔

کے کہ تھے مین کہ تھے دیا اور کہا کہ یہہ کہ تھے مین سکندر سے ملنا چاہتا تہا۔ منہہ مین یہی کلمہ تہا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ سکندر نے پہنچکر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چغہ اسکی لاش پر ڈال دیا۔ پہر شاہانہ کر و فر سے اسکی تجہیز تکفین کر کے پرسی پولس کے قبرستان مین جہان دیگر شاہان ایران کی قبرین ہین بغرض تدفین بہیجدیا۔

دیگر فتوحات۔ فلوطس کی وفات

قدیم صوبہ ہرکینیا کی جانب جسمین جدید مازندران کا کچہہ حصہ بہی شامل ہے فوج نے کوچ کرنا بہی شروع کیا۔ یہہ خطہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑون سے محیط ہے اور اسکی دوسری طرف ایک ڈہلوان میدان ہے جو کہ بحیرہ خزر کے کنارون تک پہیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تہا کہ وہ رہے سہے مسلح یونانی جو شاہ فارس کی ملازمت مین تہے۔ اور اب پراگندہ ہو رہے ہین ضرور مغلوب کرنے چاہئین۔ ورنہ مشرقی ممالک مین جانا خالی از خطر نہین ہوگا کیونکہ وہ میری غیبت مین ضرور شورش مچائینگے اور وہ صوبجات جو ابہی زیر تصرف آئے ہین ہاتہہ سے نکل جائینگے۔ سکندر نے انکو پیغام بہیجا کہ وہ اپنے آپ کو خودبخود حوالہ کردین تو انکے لئے بہتر ہوگا چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔ اور خودبخود اسکی قیامگاہ پر آملے۔ سکندر نے مصلحت سمجہکر انہین معاف کر دیا۔ بلکہ انہین سے بہتون کو اسی تنخواہ اور انہین خدمات پر جو دارا سے مقرر تہین اپنے ہمراہ لے لیا انکی تقلید مین شاہ دارا کے چند سفیرون نے بہی جو یونان کی لیس ڈیمونین تہے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا مگر سکندر نے انہین قید کر لیا۔

صوبہ پارتہیا کی دارالامارت شہر زڈر یکارطا مین جسکے مقام وقوع کا اب مطلق سراغ نہین ملتا سکندر پندرہ روز فروکش رہا۔ یہان سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑہا - یہہ شہر واقع ملک ایریا تہا جو کہ صحرائے نمکین کلاں کے پاس ہے - سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سے جس کا پہل اُسے ہمیشہ اچہا ملتا رہا صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض کردی - اور نہایت دور دراز ممالک کو پایمال کرنیکا عزم کیا -

بیسس ہکا رنجار این جو سلطنت ایران کے دور دراز مقبوضات مین شامل تہا مقیم تہا - یہان اسکے اردگرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا خدمت کرنیکو موجود ہو گئے تہے - اُسنے آرطکسر کسنر اپنا نام مقرر کرکے سر پر شاہان پارس کا تاج شاہی رکہہ اور تخت پر بیٹہہ گیا - اور ایشیا کے ملک کا نیا مدعی بن بیٹہا - سکندر نے بخارا کی طرف رخ کیا لیکن اسکو خبر پہنچی کہ جس حاکم کو صوبہ ایریا کا اہتمام سپرد کر آیا تہا اُس نے بغاوت کی ہے - سکندر نے بمجرد سننے اس منحوس خبر کے ایک دستہ سوار ولکا معہ کچہہ نیزہ بردارون کے پانچ رکاب لیکر اپنی کبہی نہ ہارنے اور نہ تہکنے والی طبعیت اور سدا وفادار اگر بینین سپاہیون کے قصد بیس پا ہونیکا کیا اور اس مقام سے جہان شہر مشہد ونشاپور واقع ہین ہوتا ہوا دو روز مین چہہ سو سٹیڈیا طے کرکے شہر ہرات مین جو اس صوبہ کا دار الخلافہ تہا جا وارد ہوا - یہان نیا حاکم مقرر کرکے سر زنیز سارنگی اور اسکی دار الحکومت کی جانب پہر چل کہڑا - یہہ تو بالکل پتہ نہین لگتا کہ یہہ مقامات کہان واقع تہے تاہم دریائے ہلمنڈ کے کنارہ کے کسی مقام پر ہونگے -

یہان سکندر کے ہاتہہ سے ایک ایسا ظلم ناحق سرزد ہوا جس نے کہ ہمیشہ تک اسکے نام پر بدنما دہبہ لگا دیا - سکندر کے وفادار جرنیل پار مینین کا بیٹا فلوطس بادشاہ کے برخلاف سازش کرنیکا مجرم قرار دیا گیا - شائد جرم واقع مین درست ہوگا لیکن اہل مقدونیہ ججون نے بایماے سکندر فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم ثابت ہوگیا ہے اور نیزون سے اوڑا کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کی - ادہر باپ صوبہ

میڈیا مین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تہا - سکندر نے ایک معتبر
کے ہاتھہ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالارون کو نام حکم بہیجا کہ پارمینین
سزائے مرگ کا مستحق ٹہرا ہی اسکو شربت موت جلد پلا دینا چاہئی - اسیطرح
اگر کبہی ضرورت ہوتی تہی تو ایرانی بادشاہ اپنی گورنرون سی ڈرکر انکو پوشیدہ
قتل کرنے کی سازشین کرتی تہی - پارمینین کی جرم کا مطلق کوئی ذکر نہین -
اور چونکہ وہ بیقصور معلوم ہوتا ہی اسلئی نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی ترنگ
مین آکر کمینہ پن سی بیٹی کو مروا کر اوسکے باپ کے خفا ہوکر آمادہ انتقام ہونے
سے ڈرکر اسکو بلا قصور خفیتہً مروا دیا -

سکندر جیحون سی عبور کرکے سیحون پر پہنچتا ہے

سکندر کی فوج گہاٹی ہلمند سی گذری - اس زمانہ مین یہان ایک قوم آباد
تہی جو کہ بڑی نیک نہاد اور مسافر نواز تہی - کیخسرو اول جب اس راستہ
سی گذرا تہا تو اس نی ان لوگونکی سلوک اور مہمان نوازیان دیکہکر انکا نام
اوروسنگی یعنی محسن رکہدیا تہا - وہ لوگ سکندر سی بڑی سلوک اور ادب
سی پیش آئی چنانچہ اس نے انپر بڑی مہربانی کا اظہار کیا ایک اور قوم
نام ادرسکوئی اسی نواح مین بستی تہی اسکو بہی سکندر نی مطیع کیا - یہہ سب
کام ہوا ہی تہی کہ فتح کی موسم سرما مین ختم ہوگئی - برف باری کی شدت
خوراک کی قلت اور سپاہیونکی بہت سب فوج سکندری مین آکر کہیرے
لیکن اس عالی حوصلہ سپہ سالار نی اپنی ذاتی لیاقت اور مصیبتین جہیلنی کی
عادت سی ان سب تکالیف کی رو مین تن بہا ... طرفة العین مین
اوپر آکر اپنی لشکر کو مایوس نہ ہونے دیا -
سکندر نے یہان ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام سکندریہ رکہا - اب اس
شہر کا نشان معلوم نہین کہ بعض جغرافیہ دان قیاس ... مین کرتا ...

یہہ شہر قندہار ہوگا۔ یہاں سے کوہ ہندوکش کے مغربی جانب سے ہوکر گذرا۔ یونانی مورخ کہتے ہین یہہ وہ پہاڑ ہے جو ان دریاؤن کے درمیان جو شمال کو بہکر وسط ایشیا کی جہیلون کو پُر کرتے ہین اور ان دو دریاؤن کے جنوب کو بہکر سمندر مین گرتے ہین حد فاصل ہے۔ وہ لکھتے ہین یہہ پہاڑ بہت بلند اور صفا تہا اور بہت سی مخلوق کے مسکن تھی کیونکہ یہان مویشی کے لئے چارہ مل سکنے کی وجہ سے بہت سے خانہ بدوش فرقے جمع ہو جاتے تہے۔ بیسس بہگوڑا ان پہاڑون کے شمالی جانب ملک کو غارت کرتا پہرتا تہا اور جسے پاتا عدم کو پہنچا دیتا کیونکہ اسکا مطلب تہا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو پیچھے پڑا ہوا تہے رستہ دشوار گذار ہو جاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہین کہ سکندر آگے بڑہتا گیا۔ گو یہہ سفر بہت صعوبت خیز ہو گیا تہا۔ خورش میسر نہین ہوتی تھی اور برف بھی خون کرنا چاہتی تہی لیکن وہ بہادر عزم مصمم کئے بڑہا گیا اور اسکی ہمت مین مطلق فرق نہ آیا۔

سکندر کے سر پر آپہونچنے پر مسیح سے ۳۲۹ سال پیشتر ایرانی غاصب (بیسس) دریائے جیحون عبور کر گیا اور کشتیان جلا کر صوبہ سغدی کے ایک شہر نوطیکا مین جا گھسا۔ سکندر نے آگے بڑہکر آرنوس اور بیکطرا پر قبضہ کر لیا۔ کہتے ہین یہہ بیکطرا اسی مقام پر آباد تہا جہان اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ یہہ مقام اسی رستہ اور اسی پتہ پر ہے جہان سے کہ سکندر اعظم گذرا ہے۔ ایرین مورخ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جسقدر دریا سکندر اعظم نے عبور کئے ہین انمین سے جیحون سب سے بڑا دریا تہا جسکا پاٹ چھ سٹیڈیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے سکندر ماہ مئی یا جون مین اس دریا سے گذرا ہے کیونکہ ان ایام مین پہاڑون پر برف کے پگلنے سے دریا طغیانی پر ہوتے ہین اور انکے پاٹ بہی فراخ ہو جاتے ہین۔ وہ اس دریا کی رو بڑی تیز اور عمق بہت زیادہ بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ کنارون پر کشتیان وغیرہ بنانے کے لئے لکڑی بالکل دستیاب نہین ہوتی

تہی - بڑی مشکل سے سکندر کی فوج نے اپنے خیمون قناتون مین گہاس اور سرکنڈے
وغیرہ لپیٹ اور باندہ کر انکے ذریعہ سے دریا کو عبور کیا اور یہہ کام بمشکل پانچ
روز مین ختم ہو سکا - دریا کے پار ہونے سے پیشتر سکندر نے اپنے کمزور اور ناقابل
سپاہیون کو ملازمت سے سبکدوش کر کے وطن کو بہیجدیا چنانچہ انمین زیادہ
تر اہل تہسلی و النٹیر شامل تہے -

آخر کار مکار غدار بیسس سکندر کے ہاتہہ آگیا - اُس نے اسکے کان اور ناک
کٹوا کر ہمدان مین بہجوا کر قتل کروادیا -

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمرقند کا رستہ لیا جو مقام اسکے بعد کے زمانہ مین
تیمور کی زبردست سلطنت کا پایہ تخت بہی رہا ہے - سکندر کے دل کو فتوحات سے
مطلق سیری اب تک نہین ہوئی تہی - وہ چاہتا تہا کہ ساری دنیا کہنگال ڈالون
اور جتنا عرصہ اسکی حیات مستعار نے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا رہا - چنانچہ اُس نے
عنان عزیمت اب مشرق کی طرف منعطف کی اور خطہ ماوراالنہر کو دنون مین جہا کر
دریاے سیحون کے کنارہ پر جا پہنچا - یہان سکندر نے چاہا کہ بالفعل کے لئے اپنے مقبوضہ
ممالک کی سرحد[1] ان وحشی اور خانہ بدوش باشندگان سائتہیا کے مقابلہ مین
قرار دون - تاکہ وہ آگے بڑہکر تاخت و تاراج نہ کیا کرین -

یہہ لوگ اس عہد مین وہان رہتے تہے جہان آجکل فرقہ کرغیز کا مسکن ہے - باغی
لوگ بہاگ کر چند متصلہ شہرون مین پناہ گزین ہو گئے تہے جنکو سکندر نے
جلدی ہی ایک ایک کر کے تسخیر کر لیا - اور پہر اُس نے شہر سائیرو پولس پر
تاخت کی اور اسکو فتح کیا - یہہ شہر دریاے سیحون پر واقع تہا اور شاہ
کیخسرو نے اسوقت سے قریب دو سال پیشتر اپنے نام کی یادگار مین اسکی
بنیاد ڈالی تہی - خیال کرتے ہین کہ شاید یہہ شہر خجند ہوگا -

[1] شاید سکندر نامہ کی سد سکندری اسی حد قرار دینے سے مراد ہو کیونکہ جن لوگون کی تاخت کا اس
موقع پر سکندر کو خیال تہا وہ یاجوج ماجوج سے کم نہ تہے -

شہر خجند پر قبضہ کر کے سکندر نے اہل سا تھیا کی فوج پر حملہ کیا اور دریا
سیحون کے پار تک سخت گرما کی دہوپ مین انکا تعاقب کئی گیا۔ آخر دہوپ
کی شدت اور سیحون کا کہارا پانی پینے کی وجہ سے (کیونکہ وہان اور پانی میسر نہین
ہوتا ہے) فوج اور خود بادشاہ بہی بیمار ہوگئی اور بجز واپس لوٹ آنے کے اور
کوئی چارہ نہ تہا۔ سکندر نے اس دریا پر اپنی یادگار مین ایک شہر بنام
سکندریہ تعمیر کروایا اور اسکو اپنی ممالک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا۔

سکندر اپنے رفیق کلائیطس کو قتل کر دیتا ہے

بغرض آرام کرنے لشکر کے سکندر نے حکم دیدیا کہ اس سال کے اختتام
تک مہمات اور فوجکشی موقوف کر دی جاوے۔ چنانچہ دریائے سیحون کو عبور
کر کے بیکٹریا مین سخت موسم سرما کی آمد آمد دیکھکر مقام کر دیا۔ یہان سکندر نے
بتقریب کئی ایک یونانی تیوہارون کے پیاپے جلسے کئے اور ان مین اس
کثرت سے شراب پی کہ بدمست ہونے لگا اور اس بدمستی کے عالم مین سکندر نے
اپنے رفیق کلائیطس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکہتا تہا قتل کر دیا۔
سکندر کے غیظ وغضب کا تھرما میٹر اسوقت اعلے درجہ کی ممکن حرارت پر
پہنچ گیا تہا اور وہ ایسا بیخود ہوگیا تہا کہ اُس سے ایک ایسی شرمناک اور اندوہگیں
حرکت سرزد ہوئی کہ اسکی نیکنامی کی سفید چادر پر ہمیشہ کے لئے میلا داغ لگا دیا۔
اسوقت اسکی طبعیت ایسی خوشامد پسند ہوگئی تھی کہ اُس نے چاپلوسی کرنیوالے
خوشامدی ٹٹوون کو صرف یہی اجازت نہین دی رکہی تھی کہ اُسے عزت حرمت
اور درجہ مین اُسکے باپ فیلقوس سے اعلی قرار دین اور اسکے باپ کی شہرت کو اسکے
آمین دیوتا کا بیٹا قرار دینے سے مٹا دین تاکہ ہرکلیز کی طرح وہ بہی دیوتاؤن مین شمار
کیا جاوے۔ بلکہ فیلقوس کے آخری زمانہ کی فتوحات کے فخر کو بہی اپنے نام سے منسوب
کرنا چاہتا تہا۔ کلائیطس ایک اس قسم کا آدمی تہا جسکے دل مین قدیم باتون کی

عزت اور قدر کنندہ تہی - اور اپنے مرحوم بادشاہ فیلقوس کو بھی بیحد سراہتا تہا - سکندر کی بیہودہ اطوار اور گستاخانہ وطیرے کلائیطس اسکی کوکہ کو بالکل پسند نہیں تہی - فیلقوس اور مقدونیہ کے سپاہیون کی بیحرمتی کی باتین جنکا ارتکاب خوشامد پسند سکندر اور اسکی خوشامدی خادم روزمرہ کیا کرتے تہی کلائیطس کی اس سے بڑی دلشکنی ہوتی تہی لیکن سچ ہی جلوبین الو شراب نے اس کو بھی پاگل کر رکہا تہا اس نے سکندر کی خوشامدیون اور چاپلوسی کرنیوالون کو جنھون نے اُسے بالش پر چڑھا رکہا اور بھی گمراہ کر رکہا تہا سخت ملامت کی - اور سکندر کے سامنے چلا گیا - علانیہ طور پر باپ کو بڑی شدومد سے بیٹی پر ترجیح دی - اور کہا کہ اے سکندر تیری فتحیابیون اور ملک گیریون کا باعث صرف یہی زبردست فوج ہے جسکو فیلقوس نے تیار کیا تہا - تیری ساری فخر اور عزت کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکی بڑے بڑے رکن اور سپہ سالار شل پارمینیو اور اسکے بیٹے کے قتل کئے گئے ہین اور اسکے سپاہی بیچارے سرزمین فارس کی جھمون مین چور ہو گئے ہین -

جیون جیون سکندر کو اسکی باتون سے غصہ زیادہ آیا کلائیطس بھی آشفتہ ہوکر ایسی قتل کی باتین کہتا رہا - اور آخرکار زیادہ جوش مین آکر کہا دیکھہ سکندر جنگ گرینیکس مین اس ہاتھ نے تیری جان بچائی تہی ! مین تو سچ سچ کہونگا اور جو سچ کہ ڈالتا ہے تو آیندہ وحشی غلامون کو اپنے دسترخوان پر طلب کیا کرو -

سکندر کے نوکرون نے اسکی خنجر اسکی کمر مین نہین رہنے دی تھی اور جبکہ وہ کاٹ کر غصہ سے جھپٹا تو اسکے خاصہ کے محافظ جسم افسر اسکے گرد لپٹ گئے اور بعض دوسرون نے کلائیطس کو اسکے سامنے سے پرے ہٹا دینے کی کوشش کی - لیکن ابھی کلائیطس کی زبان سے کلمات طعن و تشنیع بند نہین ہوئی تہی اسلئے سکندر کا غضب اور بھی افروختہ ہوا - اور اُسنے چلا کر شدت غضب سے کہا کہ شاید میرے خدمتگار بھی وہی سلوک کرنے کو تیار ہین جو دارا سے نمکحرام بیسس نے کیا تہا - آخر

خدمتگاروں سے سکندر سنبھالا نہ جا سکا اور اون سے چھوٹ کر کلائیٹس
کے جگر میں ایک خنجر آبدار وار پار کر دیا - یہہ خنجر اُسنے جلدی میں ایک خدمتگار
کی کمر سے کہینچ لیا تہا - اتنے ہی خنجر مارا اور زبان سے یہہ طعن دیا "جا اب تو بہی
کلائیٹس اور پارمینو کے ساتہہ ہی فی النار والسقر ہو"
جونہی اپنے دوست کو سکندر نے خاک و خون میں غلطان جان توڑتے دیکہا
تو فے الوقت اسکا نشہ کافور ہوگیا - اور غش آگیا - اسکو اس سانحہ جانکاہ کر
ایسا قلق پیدا ہوا کہ تین شبانہ روز بستر ہی پر پڑا رہا - کہانا پینا موقوف اور بار
بار کلائیٹس ہی کلائیٹس پکارا کیا - اور اب اسکے نام کو اپنی اتالیقی کے نام
کے ساتہہ اپنی جان کا دوسرا محافظ سمجہکر ضم کر لیا -
آزادی کے عاشقوں کو معلوم ہوگا کہ شدت کی خودنمائی اور خوشامد
پسندی سے کیا بُرا نتیجہ نکلتا ہے اور انکسار و خاکساری جس کو سکندر نے قطعاً
فراموش کر دیا تہا وہ کیسی امن امان کی چیز ہے - اب سکندر کے وفور غم نے اسکے
ساتہیوں کو تنگ کر دیا - راہبوں نے معلوم کیا کہ یہہ کسی دیوتا کی خفگی کا نتیجہ
ہے اسلئے اُسے قربانی دینے کا ارشاد کیا - دربار کے فلاسفروں اور مدبروں
نے اسکے اس عمدہ خیال کی تعریف کی اور اسکو کہا کہ یہہ غم جو بادشاہ کرتا ہے یہہ محض
شاہانہ فیاضی میں داخل ہے ورنہ حضرت سلطان کی فقط رائے ہی قانون
ہے - فوج نے بہی یک زبان ہو کر اپنی رائے ظاہر کی کہ کلائیٹس کا قتل جائز تہا
اور یہہ بادشاہ سلامت کی علو ہمت اور عظمت شان میں شامل ہے کہ وہ اپنے
مقتول دوست کو خود مدفون کرنا چاہتا ہے -
اسوقت سکندر نے خطاب شہنشاہ اختیار کر لیا تہا - ایرانی تاج سر پر رکہکر
درباروں میں زرق و برق کی پوشاک پہنتا - سکندر کے بعض ارکان دولت
کو اسکا تزک و احتشام ایک آنکہہ نہ بہاتا - خصوصاً وہ امرا جو برابری کے
دعوی پر ساتہہ آئے تہے اس سے بیزار ہو گئے اور اسکی برائیاں کرنی شروع

کین - اندنون کچہہ تو سکندر خوشامد پسند اور متواتر کامیابیون سے خودنما بھی ہوگیا تہا اور کچہہ اُس پتہر سے جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پہینکا گیا تہا اور اسکی گندہی پر لگا تہا اسکی دماغ مین فتور آگیا تہا اور ضعف بصر بھی ہوگیا تہا - اسپر مے نوشی کی کثرت نے اور بھی اُتو بنا دیا اور ایسی بُرے افعال کا مرتکب کر دیا -

موسم بہار مین مسیح سے ۳۲۸ سال پیشتر سکندر نے پہر دریای جیحون کو عبور کیا - اور اپنی گذرگاہ پہ یادگار کے لئے ایک پانی کا اور ایک تیل کا فوارہ لگا دیا - پہر سمرقند کی جانب دوبارہ عنان عزیمت منعطف کی بدینغرض کہ ملک کے امن مین اگر خلل واقع ہوگیا ہو تو دوبارہ امن قایم کرے چنانچہ آیندہ سرما کا نہایت سرد موسم بمقام ناطیقا بسر کیا - کیونکہ یہہ ملک ایسا سرد سیر تہا کہ موسم سرما مین کام کرنا محال ہوجاتا تہا - آیندہ موسم بہار مین ۳۲۷ سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط پہاڑی قلعہ پر کہ جس مین اوگزیٹیز بنجاری نے اپنی عورت اور دختر کو چہپا کر محفوظ رکہا ہوا تہا حملہ کیا - اس بلند مقام پر چڑہنا نہایت دشوار تہا - اور محصورین کے پاس اسباب ضروری بھی بافراط موجود تہا - علاوہ اسکی گذشتہ سرما کی برف باری نے چٹانون پر چڑہنا بہت مشکل کر دیا تہا - مگر تاہم سکندر کے چند من چلے جنگ آزمودہ بہادر آہنی میخون اور مضبوط کتانی رسیون کی مدد سے جو خیمون کے کام آتی تہین رات کے وقت قلعہ کی ایک ترچہی دیوار کے سر پر جا چڑہے - اور دفعتاً شور مچا کر محصورین کو ایسا گہبرا دیا کہ اُنہون نے اطاعت قبول کی -

اس چہوٹی سی مہم سے سکندر کو صرف اس گڈہی پہ ہی تصرف نہ ملا جو کہ تمام صوبہ صغدی مین نہایت مضبوط پہاڑی مقام تہا بلکہ وہان اُسے ایک ایسی خوبصورت عورت دختر اوگزیٹیز بھی ہاتہہ آگئی جسکو اُسکے ہمراہیون نے ایسی خوبصورت عورت بیان کیا ہے کہ دارا کی عورت کے

سوا تمام ممالک ایشیا مین انہین اور کوئی ایسی مہ پارہ عورت دیکھنی نصیب نہین ہوئی۔

مہم ہندوستان

سکندر نے اسطرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کر کے بعد انقضائے موسم بہار جنوب کیجانب بڑھنے کا قصد کیا۔ اور کوہ قاف سے گذر کر اسکندریہ کیجانب کوچ کیا اسکندریہ سے لیکر دریای سندھ تک فوج کے راستہ کا پتہ لگنا البتہ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ سکندر کے راستہ مین اس سفر کے درمیان دریاے چواسپیز (دریاے کابل ؟) اور دریاے گائریئس آئے ہین۔ جنکو اسکے ہمراہیون نے بڑی بڑی ندیان لکھا ہے۔ سکندر نے من بعد شہر مساگا (میسگور) کو فتح کیا کیونکہ پولیٹیکل مصلحت کے لحاظ سے وہ بھی خاص ضرورت کا مقام تھا۔ اور پہاڑی قلعہ آرنوس بھی بکمال جدوجہد و مقابلہ کے بعد قبضہ مین کر لیا۔ اس پہاڑی قلعہ کی فتح کو مورخ بڑا قابل تحریر واقعہ تصور کرتے ہین کیونکہ اسمین محصورین نے بھی زبردست مقابلہ کیا تھا اور اندر سے جواب ترکی بہ ترکی دیا تھا۔ لیکن تاہم سکندر کی نہ تھکنے والی ہمت اور بلند پرواز حوصلہ نے کامیابی حاصل کی۔ اب یہان سے فوج اپنے لئے آپ سڑک تیار کرتی کرتی دریاے انڈس (سندھ) کے کنارہ پر پہنچی اور کشتیون کے پل کے ذریعہ سے جو طالمی (بطلیموس) اور ھیفسٹئن نے یہان پہلے پہونچکر تیار کیا تھا عبور کیا۔

آرین کہتا ہے کہ نہ تو ارسطوبولس اور نہ طالمی ہی نے ہمین بتایا ہے کہ وہ پل کسطرح تیار کیا گیا تھا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غالباً دریا مین کشتیان ڈالکر انکو شہتیرون سے مضبوط جکڑ دیا گیا ہوگا اور کشتیون کے سکان آہنی زنجیرونکے ساتھ دریا مین پتھرون کے ٹوکرے پھینکے گئے ہونگے جن سے کشتیان ساکن ہو گئی ہونگی معلوم ہوتا ہے کہ فوج سکندری نے نومبر اور اپریل کے مہینون کے درمیان دریا

سندہ کو عبور کیا ہوگا۔ کیونکہ انہین مہینون مین اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہین
ورنہ باقی سال کے مہینے یہہ دریا طغیانی پر رہتا ہی۔ سکندر نے موسم بہار جو کہ
دریا کابل اور سندہ کے درمیان گذرا تہا اسلئے اس سے بہی واضح ہوتا ہی کہ ہندوستان
مین ضرور ۳۲۷ سنہ قبل مسیح کے شروع مین داخل ہوا ہوگا۔ اور راستہ جو
اُس نے پیسے سیر کیا وہ بہی وہی تہا جو اوسکے بعد تیمور اور نادر شاہ نے ہندوستان
کی لوٹ مار کی دُہن مین پائمال کیا ہی۔

ہندوستان کا پہلا شہر جس مین جا کر سکندر نے بیشمار مقابلون اور بعید
آزمایشون کی کوفت کے بعد آرام لیا اُسے ٹکسلا کے نام سے منسوب کیا۔ (اس
شہر کے مقام کا نام خیالا ضلع راولپنڈی مین پتہ لگتا ہی) وہانکے بادشاہ نے جسے
یونانیون نے طاکسیلس لکہا ہی بلا تکلف اطاعت وانقیاد قبول کیا۔ ہندوستان کا
میوہ بہوت مشہور رہا ہی یہہ سکندر کو بہی خوب ہی مفید پڑا اور خوشگوار
معلوم ہوا۔ کیونکہ ہندوستان کے تمام چہوٹے بڑے راجون مہاراجون مین پہلے
ہی سے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی زورون پر تہی۔ جس فوج
مقدونیہ کی جلکی ظفر یابی نے فائدہ اوٹہایا۔

فوج ظفر موج نے دریا ہائی ڈسپس (جہلم) کی جانب رُخ کیا۔ یہہ دریا
بہت بڑا تہا اور موسمی بارشون سے لبریز ہو رہا تہا۔ وہی کشتیان جو دریائے
سندہ پر پل بنانیکے کام آئی تہین توڑ تاڑ کر یہانتک لائی گئی تہین۔ ازانجہ
سلطان سکندر کا ارادہ تہا کہ یہان بہی انکے ذریعہ سے فوج عبور کرے لیکن لبریز
دریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے کنارہ پر آمادہ پیکار نظر آیا۔
یہہ دشمن راجا پورس تہا جسکے زیر لوا اس نواح کا بہت سا ملک تہا۔ اس نے
کنارہ دریا پر بیشمار لشکر اور ہاتہیونکی مہیب قطارون کو اس ترتیب سے
صف آرا کیا تہا کہ سکندر کو پار اوترنا دشوار ہی نہین بلکہ محال معلوم ہوتا
تہا سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند دستے سوارونکے بعد اپنے محافظ

جسم کار آزمودہ سپاہیوں کو ہمراہ لیکر پوشیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دریا کے پار جا اُترا۔ یہہ حال دیکھکر پورس نے اپنی فوج کی صفوں کو کنارہ دریا سے توڑکر میدان میں لا آراستہ کیا۔ اور سب سے آگے ہاتھیوں کی قطار سد روئین کی طرح کھڑی کر دی۔ صرف راجہ پورس سے اتنی خامی ظہور میں آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہد ہیں کہ اسکے علاوہ وہ میں چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کو فن جنگ میں ایسا لایق تہا کہ جیسا ہونا چاہئے۔ شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بسالت وجسارت سے مقابلہ کیا لیکن سکندر کے جناب آزمودہ سواروں اور مقدونیہ کے قواعددان پیادوں کے سامنے جنگلی ہاتہوں کے نیز آفتاب سے چشمی کررہی تہا اور جنکی رہبر و معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ سپہ سالار کی تدبیریں تہیں بہلا ہندوستانکی راجا شاہی فوجیں کیا حقیقت رکھتی تہیں۔ ایرین لکہتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانیں کہیت رہیں اور شہنشاہ منصور کے اسقدر کم آدمی کام آئے کہ خود ایرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو بہادر لخت جگر آنکہوں کے روبرو ہیہ نذر ہیں ہوگئے اور اسنے بذات خود میدان میں آکروہ داد مردانگی دی کہ سکندر عش عش کر گیا۔ آخر راجہ گرفتار ہوگیا۔ کہتے ہیں جب راجہ کو سلطان کے سامنے پابزنجیر کر کے لائے تو سکندر نے اس سے پوچہا کہ "آپ تمسے کیا سلوک کیا جاوے"۔ راجہ نے جواب دیا کہ "جو سلوک بادشاہ بادشاہوں سے کرتے ہیں"۔ سکندر کو اسکا جواب پسند آیا اور خوش ہوکر صرف اسکا ملک ہی اُسے نہ بخشا بلکہ آس پاس کے مفتوحہ اضلاع بھی اُسے دیدئے۔

اس لڑائی میں یونانیوں کو بہت سے ہاتہی بھی ہاتہ آئے تہے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یوروپ کی بہت سی لڑائیوں میں ہاتہی استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتہیوں میں سے ایک خاص ہاتہی پر سکندر بڑا خوش ہوا کیونکہ عین قلب لشکر میں جبکہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تہا اس ہاتہی نے اپنے مقدور بہر

دشمن کی افواج کو کچل کر حق نمک ادا کیا تھا - یہہ ہاتھی پورس کی سواری کا خاص ہاتھی تھا چنانچہ اُس نے لڑائی مین کسی کو پاس پھٹکنے دیا اور جو تیر اسکی بدن مین لگا اسکو اپنی سونڈ سے نکال کر پھینکدیا - سکندر نے اس ہاتھی کو لیکر اپنی دیوتا سورج کے سامنے نذر کیا اور پھر اسکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کراکر آزاد کر دیا - کتبہ یہہ تھا: "سکندر ابن المجوبیطر نے یہہ ہاتھی اجاکس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہین اس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہہ ہاتھی اسی کتبہ سمیت پھر پایا گیا تھا جس سے حکمانے ثابت کیا ہے کہ ہاتھی کی عمر زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ سال تک ہوا کرتی ہے -

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے دونون کنارون پر دو شہر (یا چھاونیان) بالمقابل آباد کئے - ایک شہر کا نام اس فتح کی یادگار مین نائیسیا رکھا اور دوسرے کا نام اپنے گھوڑے بوسیفلس کے نام پر بوسیفالا رکھا کیونکہ یہان سکندر کا پیارا گھوڑا جس نے تمام جنگون مین بڑے پیار اور وفاداری سے اسکا ساتھ دیا تھا زخمون اور تکان سے چور ہوکر مرگیا تھا - سکندر نے اسے بڑی عزت و توقیر سے دفن کیا اور اسکی یادگار مین شہر آباد کر دیا -

یہان سکندر نے ایک ماہ قیام کیا اور پھر یہان سے چلکر فوج بڑے اکی سائینز (چناب) کو بڑھی - اس دریا کو طالمی پندرہ سٹیڈیا یعنی ایک میل سے زائد عرض بیان کرتا ہے - فوج نے کشتیون اور چمڑے کی مشکیزون کے ذریعہ سے یہان سے عبور کیا اور سیدھا (راوی) کیجانب رخ کرایا - کہتے ہین کہ اس سرزمین یعنی دوابہ رچنا کو اُن لوگون نے سخت چکنی مٹی کا ایسا چٹیل میدان دیکھا تھا کہ گھاس کا ایک تنکا دریاؤن کے متصلہ قطعات کے سوا کہین نظر نہین پڑا فوج نے خشک میدان براہ وزیرآباد طے کر کے دریائے ہائی ڈرااوٹس (راوی) عبور کیا - اور لاہور کو بھی دیکھا - اس دریا کے اس پار ایک دوسرا پورس جو ویسا ہی زبردست دشمن نظر آتا تھا آمادہ

کا نذر پایا۔ یہہ شخص دوابہ رچنا کا تاجدار تہا اور سکندر کی آمد سے ڈر کر یہان
بہاگ آیا تہا اسی لئی یونانیون نے اسے بزدل لکہا ہے۔

لیکن راوی کی مشرق کے تمام ہندوستانی بزدل نہین تہے چنانچہ کٹہہ کا
ایک جنگجو قوم نے سکندر کو پسپا کرنے کا ارادہ کیا۔ تین دن کی ڈہیل کوچ
سے سکندر بمقام سنگالا پہنچا جہان کٹہیون نے اپنے دمدمہ کو خوب مضبوط
کر رکہا تہا۔ لڑائی زور شور کی چہڑ گئی۔ اور سخت مقابلہ کے بعد بہادر کٹہی
اُس وقت دب گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کاٹہی لوگ دوابہ لاہور کے مشرقی [illegible]
تہے۔ کننگہم صاحب اسموقع پر لکہتے ہین:۔ کہ ضلع امرتسر سے گذر کر [illegible]
کو جو سنگالا مین پہنچی تہی سر کیا۔ اب نشان اُس شہر کا بجولی دریافت [illegible]
غالب ہے کہ واقع بار کی دوآب ہوگا غالباً قوم کاٹہی وہ قوم ہے کہ جس سے
کہتری یعنی چہتری لوگ پیدا ہوئے ہین جو اس عصر کا ایک جنگی فرقہ تہا۔ مگر
بعض کہتے ہین کہ قوم کتہائی اون لوگون مین سے ہے کہ بادشاہ اُنکا [illegible]
اجودہیا تہا۔ اس مقام اجودہیا کو کتاب رامائن مین نام لیکیا [illegible]
غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونو ملک پاس پاس ایک ہی دوابہ [illegible]
واقع ہونگے۔

سکندر کو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔

بادشاہ کا ابہی سفر و مہمات کا شوق ویسا ہی تازہ تہا جیسا کہ [illegible]
سے روانہ ہونیکے وقت تہا۔ اب اُس نے ارادہ کیا کہ دریائے ہائفی فلیس [illegible]
دریاے بیاس کو جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۳۰ دقیقہ پر چناب سے جا ملتا ہے [illegible]
عبور کرے کیونکہ اُسے اطلاع پہنچی تہی کہ ممالک واقع آندوے بیاس مین [illegible]
[illegible] اسلئیے منصوبہ [illegible] نے غالباً گنگا کو [illegible]
[illegible] قرار دینا مناسب سمجہا۔ لیکن اسکے یونانی سپاہی ایک تو [illegible]

لڑائیوں اور دور دراز سفروں میں تھک کر چور ہو گئے تھے اور دوسرا ملک بھی جس میں وہ مقیم تھے آہنیں چنداں تو نگر معلوم ہوتا تھا اسلئے وہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ ہم اس دور دراز سرزمین میں گھروں سے بے حد مسافت پر دشمن کے بیچ میں گنتی کے آدمی ہیں۔ سلامتی واپس لوٹ جانے میں ہے۔ سکندر نے بہتیرا سمجھایا دھمکایا اور دلاسا بھی دیا کہ فوج دریا عبور کرے لیکن نہ نرمی سے کام نکلا اور نہ سختی کارگر ہوئی۔

سکندر نے اپنے افسروں کو ترغیب و تحریص کی بیفایدہ کوشش کی کیونکہ جیسے سپاہی اپنی ہٹ کے پکے تھے ویسے ہی افسر بھی ضد کے پورے نکلے۔ سکندر نے سخت غم کیا اور دو دن تک وار ملول اپنے خیمہ میں بند رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسکا مطلب یہہ نہیں تھا کہ روئے زمین پر فتح کرنے کے لئے اور کوئی ملک نہیں رہا بلکہ اسواسطے کہ اسکو عمر بھر میں پہلی مرتبہ پتہ لگا تھا کہ جو کام نجھے دوں ادا کرنے کے ہوں خواہ وہ کیسی ہی ضرورت کے کیوں نہوں تاہم ممکن ہے کہ رک جاویں اور یہہ کہ اس روز پہلی مرتبہ اسکی فوج نے اسکی عدول حکمی کی تھی جسکا علاج اسوقت اسکے پاس موجود نہیں تھا۔ آخر طوعاً و کرہاً مان گیا۔ مگر پھر بھی اسکا جی چاہتا تھا کہ کام کو ادھورا چھوڑ کر دالپس نہ چلا جاوے عاقبت الامر اس نے دیوتاؤں کی مرضی دریافت کرنے کے لئے قربانیاں گذرانیں لیکن شگون اچھے نہ نظر آئے۔ اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤں کے منشا اور نوکروں کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا۔ اور اسیواسطے مہم سکندری کی بے عدیل فتوحات کی سرحد دریائے بیاس ہی رہا۔

جنوبی یونان میں اسوقت تک مقدونیہ والے کچھہ بڑے بہادر نہیں شمار کئے جاتے تھے لیکن اس عظیم الشان اور لاثانی مہم میں افسر وہی لوگ رہے ان نمایاں فتوحات میں جمہوریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ میں دلاور ان قوم تسلیم کئے گئے تھے) کوئی آدمی شامل نہیں تھی۔ جبکہ ہم دیکھتے

ہین کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تھسلی اور جنوبی یونان کے
باشندے تھے اور جون جون وہ ملک گیری کرتا گیا ممالک مفتوحہ کے دیسی
باشندون سے سپاہ بھرتی کرتا گیا - وہ نظارہ بھی کیا پرلطف ہوگا جبکہ
بیس ہزار یورپ اور ایشیا کے مختلف ملکون اور قومون کے سپاہی یونانی
افسرون کے زیر کمان تاج سکندری کی خیرخواہی مین رزم آرا ہوتے ہون گے
جسکا کسیقدر خاکہ اہل انگلستان نے ہندوستان کی فوجون مین آجکل کھینچ رکھا ہے

جب تمام خدم وحشم سمیت سکندر جہلم کی طرف لوٹا تو یہان کشتیونکا ایک
بھاری بیڑا اُس لکڑی (چیڑ) سے جو اس دریا کے اوپر کے حصون سے بافراط
بہکر آیا کرتی ہے اسکے کارپردازون نے پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا - سکندر نے
یہان پہنچکر اپنی فوج کے تین حصے کئے ایک حصہ کو کشتیون مین بٹھاکر آپ اسکے
ہمراہ سوار ہوا - اور باقی دو حصون کو دریا کے دونون کنارون پر خشکی مین
چلنے کا حکم دیا - جہان چناب اور جہلم کا مقام اتصال ہے وہان طوفان دریا
سے کشتیونکو سخت صدمہ پہنچا - غالباً یہ جولائی یا اگست کا مہینا ہوگا کیونکہ اخیر
مہینون مین یہان ایسی شدید طغیانیان ہوا کرتی ہین - چلتے چلتے ملتان کے
قریب ایک قوم سے سخت معرکہ آن پڑا - سکندر نے انکے شہر پر حملہ کیا اور
سیڑھی لگاکر سب سے پہلے آپ فصیل پر چڑھ گیا - چار افسر اور چڑھنے پائے تھے
کہ سیڑھی ٹوٹ گئی اور اب اسکے سوا چارہ نہ رہا کہ جست کرکے اپنی فوج مین
آپڑے - یا دشمنون مین جا پڑے - الٹا آنا حمیت سکندری کو کب گوارا تھا - ہم
کو تول کر شہر ہی مین کودا - کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنون کو
یہہ گمان ہوا کہ اسکے بدن سے بجلی نکلتی ہے سب کے سب ڈر کر بھاگنے لگے
مگر پھر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر اُس پر پل پڑے - سکندر دیوار سے اڑ کر انکا
مقابلہ کرتا رہا - اور اسی مین انکے دو افسر اپنے ہاتھ سے مار لیے - مگر ایک
تیر اسکی پسلی مین ایسا لگا کہ زمین پر گر پڑا - اسکے بعد اسکے دو افسر جو اسکے

ساتھہ کود دیتھے اسکی حفاظت کرتے اور دشمن سے لڑتے رہے - اتنے مین اسکی سپاہ دروازہ کھولکر اور کچھہ فصیل پر چڑہ کر شہر مین آگئے - اور سپاہیون نے اپنی ڈہالین سکندر کے اوپر رکہدین - آخر شہر کو فتح کرلیا - اس لڑائی مین سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے - کہتے ہین اس جوانمرد کے ایک ایسا تیر لگا کہ آسانی اپنے ہاتھہ سے نکل نہ سکا - جب معالج تیر نکالنے کے واسطے آیا تو اُس نے خادمون کو ہدایت کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ رکھین تاکہ زخم کو چیر کر تیر نکالنے سے جو حالت اضطراب اور شدت درد سے بادشاہ پر طاری ہوگی وہ عمل جراحی مین حارج نہو اور یا دارو سے بیہوشی بلایا جاوے - سکندر نے ڈانٹ کر کہا کہ کوئی مجھے نہ چھوئے - کیا مجھے اپنے بدن پر اتنا بھی قابو نہین کہ اسکو سنبھال سکون ؟ آخر ڈاکٹر نے زخم کو چیر کر فراغ کیا اور تیر کا پھل نکالا - مگر سکندر نے اُف نکی حتے کہ اس صدمہ سے غش آگیا - اور چند گہنٹے حالت جانکندنی مین پڑا رہا -

مردان نبرد آزما اور گردان لشکر کشاہی سکندر کے اس دلاورانہ خیال اور فعل کے پوری تعریف کرسکتے ہین - کہ باوجود ایک ایسے عالی منزلت جہاندار ہونیکے میدان مین مرنا اپنی زندگی کی علت غائی سمجھتا تہا - اور ہمیشہ دکھلانا طرز جنگجوئی اور مشرب دلاوری کے خلاف جانتا تہا اور غیرت اس بلاکی کہ جان جائے پر آن نہ جائے -

بعض مورخ لکھتے ہین کہ یہہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تہا - اور یہہ قوم اس زمانے مین ملتان مین آباد تھی چنانچہ اسی لئے اس شہر کا نام ملتان (یعنے مالی ستہان) ہوا - اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر ملتان کو سکندر اعظم کے دور دورہ سے پہلے کا آباد سمجھتے ہین - جب ایک عرصہ کے بعد سکندر تندرست ہوا تو ۳۲۵ قبل مسیح مین فوج سندہ اور پنجاب کے مقام اتصال یعنے کہ ... ہامثین پر (جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ پہ واقع ہے) پہنچی -

یہان سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا اور جہاز سازی کا کارخانہ قایم کیا - اور اپنے سپہ سالار فیلقوس کو یہان اپنا صوبہ دار (قایم مقام) قرار دیا - اور جسقدر اہل تہریس سپاہی اسکی فوج کے ہمراہ تہے ان سب کو وہان فوجی خدمت پر تعینات کر دیا -

مہمات بحری

سکندر نے یہان بیڑی کو اور وسیع کیا اور دریای سندہ مین آگے بڑہتا گیا - راستہ مین شہر سغدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکھا - اور وہان بھی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا - وہان سے آگے چلکر راستہ مین ایک سردار میوزی کینس کا علاقہ آیا - اس نے اطاعت کر لی اور اسکے شہر مین کچھ سپاہ بطور محصورین کے قلعہ مین چھوڑی گئی - ایک دوسرے رئیس اوکسی کینس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جوڑ فضول تہا - کہان راجہ بھوج اور کہان لنگلا تیلی - آخر سکندر نے اسکی دو شہرون پر قبضہ کر لیا - اور اسکو پابزنجیر کر کے ہمراہ لیچلا - اسکے بعد اس نے سمبس کی دار السلطنت سینڈومنیا پر تاخت کی اور اسکو شامل مقبوضات سکندری کر لیا - معلوم ہوتا ہے یہہ شہر غالباً جدید سیہوان ہوگا - اس اثنا مین راجہ موسوزی کینس نے بغاوت کی لیکن جلدی ہی قابو آ گیا - اور سازش کے سرغنون سمیت پہانسی دیا گیا -

ایرین کی تحریر اس موقع پر بڑی مغلق اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات کی ظلمت پر اس کچھ بہت روشنی نہین پڑتی - مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے کہ یہان سے سکندر نے ایک جماعت فوج [illegible] براہ خشکی وسط افغانستان و بلوچستان [illegible] کرمان [illegible] شت ہوتے ہوئے [illegible] واقعہ [illegible] مین [illegible] لیکن [illegible] اس [illegible] نہین ہو سکتی [illegible]

بمقام پٹالہ (ٹاٹا؟) جو دریاے سندہ کے ڈلٹا کا راس ہے سکندر نے بحری فوج کا ایک قشون قرار دیا - اور ایک شہر کی بہی بنیاد رکہی جو اسکا ظن غالب تہا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہوجائیگا - اس جفاکش شہریار نے سندہ کے ڈلٹا کی دونون اطراف کی شاخین خود جاکر تحقیق کین اُس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیز و تند رو سمندر کی ایک قسم کی باد مخالف سے اسقدر شدت کی طغیانی پر آتی ہے کہ تجارتی کشتیان اسکا بشکل مقابلہ کرسکتین ہین - چاند کی چودہوین کو مد وجذر اس تیزی سے چڑہا کہ ۹ فیٹ پانی بلند ہوگیا اور اتنی جلدی اُترا کہ شاہی کشتیان دم زدن مین خشکی پر پڑی رہگئین - آخرالامر شاہنشاہ رود سندہ کے دہانہ پر پہنچا بحر محیط (بحر ہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر مین دور تک سیدہا چلا گیا کیونکہ اسکا منشا تہا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر مین دریافت ہوسکے - وہان سے پہر سندہ کی مشرقی شاخ کو رخ کیا اور معلوم کیا کہ یہہ راستہ تجارت کے واسطے بخوبی کار آمد ہوسکتا ہے اور اتصال سمندر پر ایک وسیع کہاڑی مین آملتا ہے -

نیارکس نامی مشہور ناخدا جو فن جہازرانی مین اُس زمانہ مین شہرہ آفاق تہا سکندر کے بیڑہ کا سپہ سالار تہا - بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب باد موافق ملے تو بحری فوج براہ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے -

اس دلاورانہ سفر بحر کے ایسے عہد قدیم مین واقع ہونے سے ہم یونانیون کے ایسے دور دراز سمندر کی جغرافی معلومات اور نیارکس جیسے آزمودہ کار ناخدا کی لیاقت کو کسقدر مورد تعریف کرنا چاہتے ہین - اس زمانہ کا یونانی جغرافیہ ہومر کی شاعرانہ کہانیون اور آئیو کی خفیہ آوارہ گردیون کے دامن مین لپٹا ہوا تہا - اس عصر کے حکما کا خیال تہا کہ زمین ایک سطح مستوی ہے اور چاروں طرف سمندر سے محدود ہے - اسلئے یہہ وہمی خیال مشہور تہا کہ خشکی پر بہت دور تک سفر کرنے سے اوسی جگہہ لوٹ آتے ہین چنانچہ سکندر کے

ہمراہیون نے جب دریای سیحون کو دیکہا تو سمجہے کہ دریای سینڈہی آس
کے کنارون پر پہونچ گئے ہین اور جب دریائے سندہ مین گہڑیال دیکہے تو خیال
کیا کہ دریای نیل کے کنارون پر آگئے ہین - فی الواقع عبور سمندر کا اس زمانہ
مین نہایت عجیب وغریب تہا - کیونکہ کشتیان اوس زمانہ کی بہت چہوٹی
ہوتی تہین - اور فن جہازرانی نے بہی چندان رواج نہین پایا تہا مقدار
مسافت بہی معلوم نہین تہی - اور کوئی گمان نہ تہا کہ سامان رسد بہی مہیا ہوسکے
یا نہو سکے - مگر نیارکس نے یہہ ہوشیاری کی کہ کشتیون کو اکثر لب دریا ہی رکہا
اور وسط بحر مین نہ ڈالا - کیونکہ خواص مقناطیسی (جسکو جہازرانونکا راہنما کہنا زیبا
ہے) اسوقت تک دریافت نہوا تہا - اور کوئی جہاز یا کشتی وسط آب مین روانہ
نہ کیجاتی تہی - بخلاف زمانہ حال کے کہ اب جہان چاہین جہازون کو لیجا سکتے ہین
راستہ مین انکو رسد کیجانب سے بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران
اور ریگستان تہا - غرض بصد خرابی فقر وفاقہ وہ جمعیت خلیج فارس تک پہنچگئی
اس امر کے تسلیم کرلینے مین بہی تامل نہین ہے کہ نیارکس نے بحری تجارت کے لیے
بحر ہند کو پہلی مرتبہ کہولا تہا جو من بعد آئندہ سے ابتدا تک ایک وسیع تجارت
کا مامن ومسکن رہا -

دشت گڈروسیا کا سفر اور سوسا کیطرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسرکردگی اپنی لیکر ۳۲۵ سنہ قبل مسیح مین ماہ ستمبر کے قریب
روانہ ہوا سندہ کو ڈلٹا سے بندر عباس (جو خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے)
تک کا راستہ ہاتہیون کی لیا اور ایسی جمعیت کرلی جسکا سامان رسد کشتیون پر لدا چلا آتا ہو کچہ
برا نہین - اسی راستہ کی پہلو بہ پہلو ساٹہہ روز مین سکندر نے ہی اوریٹی کی
مغربی حد سے لیکر پورہ (فرگ ۹) تک سفر کیا - ایک مرتبہ قلت آب سے فوج ایسی
تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے ریگستان مین سات روز تک کنوان کہودنے کیا

تلاش مین پہر اکیو - اگر ایرین اور سطرِ بو کی تحریرات کو معتبر سمجہین تو اس بنجر غیر آباد جنگل مین اہل سپاہ نے اسقدر تکلیفین اور مصیبتین اُٹہائین جو حدبیان سے باہر ہین - اور جسکا زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہین ہوسکتا ملکہ ملک کے ویرانی اور زمین کی ریگستان ہونے سے ہوسکتا ہے - ایک دفعہ عین دوپہر کے وقت جبکہ وفور حرارت سے چیل انڈا چہوڑتی تھی اور سکندر کا ہر ایک ہمراہی العطش العطش پکار رہا تہا ایک سپاہی بڑی دقت سے ڈہونڈکر تہوڑا سا پانی سکندر کے واسطے لایا - اس جوانمرد بادشاہ نے اس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرادیا - اسکی ہمت مردانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود تو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسے مرے -

پورہ سے فوج بلا وقت دار الخلافہ کرمان کو روانہ ہوئی - یہان کریٹرس بھی سکندر سے آملا جو ایک حصہ فوج فیل سوار لیکر براہ قندہار آیا تہا - یہان تیارکس بہی بادشاہ سے آملا - اور بیڑہ کو ہارموزیہ تک جو جزیرہ ہرمز کے مقابل ساحل پر واقع ہے بسلامت لنگر کیا -

کرمان سے فوج بسرکردگی ہفیشن معہ باربرداری اور چند زنجیر فیل کے ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئی - کیونکہ موسم سرما مین جو قریب آرہا تہا یہ سڑک خاصی چلنے کے قابل تھی - بادشاہ خود معہ خاصہ کے سپاہیون اور تہوڑی سی فوج کے بمقام پسارگیڈی جہان کیخسرو مدفون تہا گیا - جاکر دیکہا تو اس قومی بہادر کی قبر لٹیرون کی غنیمت کی آماجگاہ ہو رہی ہے جو اس بہادر کی عزت کے مطلق پرواہ نہین کرتے جو دوسو سال سے وہان سورہا ہے اسکا طلائی تابوت جس مین اسکی نعش کسی قسم کی معطر ادویات مین بسا کر رکہی ہوئی تہی کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے دیکہہ دیکہہ ان لٹیرون کے مونہہ مین پانی بہر آتا تہا - لیکن تابوت کو صندوق

کا اوپر لا تختہ اتارنے اور نعش کو باہر پھینکدینے کے بعد ان قزاقون سے بوجہہ زیادہ وزنی ہونیکے نہین اوٹھہ سکا تہا۔ سکندر نے حکم دیا کہ نعش کے بازوؤن کو اکٹھا کرکے قبر مین رکھدیا جاوے چنانچہ ارسطا بولس کہتا ہے کہ اس مرحوم شاہنشاہ کی قبر کی مرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تہا کہ اس بڑے پارسی جنگی بہادر کی قبر کو آیندہ کیلئے قزاقون کی دست برد سے بچایا جاوے۔

پسارگیڈی سے روانہ ہوکر سکندر پارسی پولس کو گیا اس شہر کو سکندر اپنی پچہلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تہا۔ ایرین کہتا ہے سکندر کو اس شرارت سے جو اُس نے پرسی پولیس کی آتشزدگی سے کی تہی کچہہ رنج نہین ہوا۔ یہان پہنچکر اُسنے پیوسطس نامی ایک اہل مقدونیہ سپہ سالار کو ایک پارسی جنرل کی بجای فارس کا صوبہ قرار دیا اور اس پارسی کو بجرم بدعملی ریاست کے پھانسی دیدیا پیوسطس نے نہایت لیاقت اور عقلمندی سے حکومت شروع کی ملکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی سکندر کو اس سے پوری تسکین ہوگئی۔ اُس نے پارسی چال ڈہال رسم رواج اور پوشاک اختیار کرلی اور زبان فارسی مین اعمدہ مہارت پیدا کرلی۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ پارسی اسکی عملداری سے نہایت خورسند ہوئے۔ اوس زیرک سپہ سالار کی مثال البتہ ان لوگون کے لئے قابل تقلید ہے جو خوش نصیبی سے ممالک غیر مین منصب حکومت پر ممتاز کئے جاتے ہین۔

قیام بمقام سوسا

آخر کار بمقام سوسا دریائے اُلائی کے کنارہ پر ۳۲۴ سنہ قبل مسیح مین فوج نے اس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا۔ اور اسوقت فرصت کو شادی کی محفلون اور راگ رنگ کے جلسون مین تیر کرنے لگے۔ یہان سکندر نے

دارا کی بڑی لڑکی بارسین سے اپنی شادی رچائی اور چھوٹی لڑکی اپنے سردار ہیفسٹشن کو بیاہ دی۔ ارسطوبولس کہتا ہے کہ اس نے اوکس کی لڑکی پیریزٹی سیلس سے بھی اسی وقت شادی کی اور اسطرح اسکی عورتین یعنے ایک بخاری اور دو فارسی نسل کی ہوگئین۔ سکندر نے اپنے اسی بڑے بڑے افسرون مین سے ہر ایک سے ایک ایک ایشیائی عورت منسوب کردی۔ کریٹیرس پرڈکیز ٹالمی۔ یومینس۔ نیارکس اور سیلیوکس کی عورات کا مورخ نے خاص ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہہ تمام شادیان حسب دستور ملک فارس رچائی گئین دونون کے واسطے چوکیان رکھی گئین اور دور شراب کے بعد دلہنین جو زنانی ٹوپیان کتان کے پائجامے اور ریشمی کرتے پہنے ہوئے آئین جو اپنے اپنے خاوندون کے پاس بیٹھہ گئین۔ بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتھہ پکڑکر بوسہ لیا اور تمام سردارون نے اسکی تقلید کی پھر سب نے ملکر کھانا کھایا۔ سکندر نے ہر ایک عورت کا جہیز بھی اپنے پاس سے دیا۔ باقی جسقدر یونانی سپاہیون نے ایشیائی عورات لینی چاہین انکے نام ایک فہرست مین درج کئے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کیجانب سے انہین تحفے تحائف ملے۔ چنانچہ اس فہرست مین دس ہزار سے زائد آدمیون کے نام درج ہوگئے۔

داد مختلف قومون کی اتحاد و اتفاق کے لئے یہہ شادیان کیسی ہی مصلحت ملکی کے قرین تھین لیکن تاہم اہل مقدونیہ سپاہی ان سے بہت آزردہ ہوئے۔ بمقام اوپس دریائے ٹگرس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ لیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپاہیون کو وطن بھیجنا چاہا۔ مگر اسوقت سپاہیون مین غدر پھوٹ پڑا اور ساری فوج یک زبان ہوکر چلائی کہ بہتر ہے اگر تو ہم سب کو معطل کردے اور آیندہ کے لئے اپنے باپ امین کی مدد سے ملک گیریان کیا کرے۔ سکندر یہہ طعنہ سنکر برافروختہ ہوگیا اور کودکر سپاہیون کے بیچ مین جا پڑا اسکے پیچھے چند محافظ جسم سپاہی

بہی گہس آئے اور انہون نے تہبرہ آدمیون کو جو اس فساد کے سرغنہ تہے پکڑ لیا جن
کو فی الفور جان سے مار ڈالنے کا حکم صادر ہوا - پہر فوج کی طرف جو یہہ واقعہ دیکہکر
ہراسان ہوگئی تہی مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد انہین کفران
نعمت کا الزام لگایا - اور ساتہہ ہی کہا کہ تمنے اپنے بادشاہ کی خاطر شکنی کی -
جس نے تمہارے تمام دکہہ درد ہر وقت اور ہر حالت مین بانٹے - اور کامیابی
کے انعامات سے تمہارے جیب و دامن مالامال کردئے - اور اپنے پاس برائے نام
فقط تخت کی عزت اور تاج کا سودا رکہہ لیا آخر کار اسنے انہین علیحدہ کردینے کا
حکم دیا اور آپ محل شاہی مین جا گہسا - دروازے بند کردئے اور حکم دیا کہ کوئی
اندر محل کے نہ آئے حتے کہ محل کی حفاظت کے لئے ایرانی سپاہیون کی گارد کا پہرہ
مقرر کیا - یونانی سپاہی جہٹ اپنے کئے پر پشیمان ہوگئے - اور جوق در جوق محل
کے گرد آ کہڑے ہوئے - انہون نے اپنے ہتہیار پہینکدئے اور رحم سلطانی کے
خواستگار ہوئے - سکندر نے اسوقت انہین صدق دل سے پچہتاتے ہوئے
دیکہکر معاف کیا لیکن ہفینس کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل مین برابر
رنج چلا آتا تہا - چنانچہ اس نے ۱۰۰۰۰ نہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیون
کو زیر حکم کریٹیرس کے جو بجائے انٹیپیٹر کے مقدونیہ کا والیسرائے مقرر ہوا تہا
وطن کو رخصت کردیا - گو شادی کے جلسون مین بغاوت اور بے امنی کی
مجلسین بہی اٹہہ کہڑی ہوئین لیکن ناچ رنگ اور تمام قسم کے کہیل تماشے
اور نادرات موسیقی جسقدر کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تہے اس آن
بان سے جاری رہے کہ ناظرین کو رجہادیا - سکندر کی دانشمندی مین کچہہ شک
نہین - گو فساد پیدا ہوگیا لیکن اسکی رائے کی صیابت قابل صد ہزار تحسین تہی
اس باہمی مناکحت سے اسکی علت غائی یہہ تہی کہ فاتح اور مفتوح قومون مین
ایسا پختہ اتحاد قائم ہوجاوے کہ بآسانی اسکا ازالہ نہو سکے - اسکے مورخ لکہتے
مین کہ اسکا یہہ بہی ارادہ تہا کہ ایشیائی لوگون کو یورپین سلاح سے مسلح

کرکے طریق جنگ سکھلایا جاوے۔ اور انکو اپنی سپاہ مین شامل کرکے اُنسے ایک جدید فوج تیار کیجاوے تاکہ اسکی جان مقدونیہ والون کے قبضہ سے نجات پاوے۔ کیونکہ اہل مقدونیہ سپاہی اُسے ایک سے زائد مرتبہ طعن دے چکے ہتے کہ تو ہمارے سوا نکما ہے۔

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور رفاہ عام کے کامون مین ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تہا۔ لیکن اسوقت جبکہ ایک عالمگیر مہم کے بعد کسی قدر فراغت حاصل ہوئی تہی اُس نے ان امور کی جانب زیادہ توجہہ منعطف کی۔ فروان سے کشتیون مین بیٹھکر خلیج فارس مین چلا آیا۔ اور دریائے دجلہ و فرات کے ڈلٹا کو بغور دیکھا۔ اور پہر شط العرب سے ہوتے ہوئے دجلہ مین مقام اوپیر تک چلا آیا۔ اس دریا مین عہد قدیم سے کئی ایک پختہ بند وار بار اس غرض سے باندہے ہوے تہے کہ موسم طغیانی مین جب دریا لبریز ہو تو گرد نواح کی سرزمین کو آبپاشی سے شاداب کیا کرے لیکن سکندر کی آرزو ہمیشہ یہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکہکر اس سفر مین اُسنے دریائے دجلہ سے وہ بند جو قدیم معماری کا ایک بے بہا نمونہ تہے مسندم کروا دے اسلئے کہ وہ دریا کی اندرونی آمد و رفت کے مزاحم تہے۔

۳۲۴ قبل مسیح کے اخیر مین سکندر بمقام اکبتانہ جو سلطنت کا شمالی دارالخلافہ تہا گیا اسی جگہہ اسکا منظور نظر عزیز دوست ہیفسٹن مرگیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا بدرجہ اتم رنج و الم ہوا آخر دل برداشتہ ہوکر بابل کو چلدیا۔ راستہ مین غم غلط کرنے کے لئے ایک پہاڑی قزاقون کی قوم کو جسکا نام کوسی تہا مطیع کرنا چاہا۔ اسوقت تو بادشاہ نے اپنے زعم مین حسبِ مراد

اس قوم کی بیخکنی کردی لیکن جلدی ہی بعد مین وہ پہر اوٹہہ کھڑے ہوئے
سکندر ایسا جفاکش آدمی تہا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے مین خوش ہوتا
تہا اور سستی اور بیکاری سے گہبراتا تہا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا
تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریباً تمام اطراف واکناف سے مختلف ممالک کے
سفیر ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔

معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجہایا کہ شہر کے اندر جانے
مین آپکی لئے سلامتی نہین ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تہا لیکن
اُس نے انکی بات کی طرف مطلق توجہہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا معبد
عظیم کے کہنڈرات بڑی تباہ حالت مین دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی
مرتبہ بابل مین آیا تہا تو معبد بعل کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا تہا لیکن مجاوروں
نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کے متعلق
تھی۔ یہہ بات یہان لکھنی بھی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ سے روانہ ہوکر
بابل کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہہ اسقدر طویل مسافت
تھی جو نہ تو کسی اور نے اسکے عہد مین یا اس سے پہلے زمانہ مین طے کی تھی گو آجکل
کے سیاح اس سے زیادہ سفر کر لیتے ہین۔

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دار الامارت قرار دے اور اس شان
وشوکت اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہون کو خواب
مین بھی نصیب نہوئی ہو اس نے بابل کو از سر نو تعمیر کرایا اور دارا کی سنہری
تخت پہ بیٹھکر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائی درخت لگا ہوا تہا
جسکے پتے زمرد کے تھے اور پہل شب چراغ کے۔
تاہم اسکے ارادے بڑے بڑے جلیل اور عظیم الشان تہے۔ اُس نے ہیروکلائیڈ

کو بھیجا کہ بحیرہ کاسپین پر جا کر جہاز تیار کرے اور دریافت کرے کہ کیا جیسے ہیروڈوٹس ایک سو سال پیشتر کہہ گیا ہے کہ یہہ بحیرہ چارون طرف خشکی سے محیط ہے صحیح ہے یا دوسرے لوگونکا یہہ خیال درست ہے کہ بحیرہ اسود سے ملتا ہے بابل مین اُسنے ایک بندرگاہ تیار کرایا تاکہ جو جہاز خلیج فارس اور دجلہ مین آمد و رفت کرین وہان ٹھہرا کرین - اور جسطرح ہو سکا آزمودہ کار ملاحون اور جہاز رانون کو اپنی جدید دار الحکومت مین بود و باش کرنیکی ترغیب دیکر دہان جمع کیا - اسکی یہہ بھی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئین اور وہان کے لٹیرے خانہ بدوش قبیلے (بدوی) مطیع کئے جائین - لیکن اسکی کسی ناخدا نے راس میکاٹا سے جو داخلہ خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑہنے کا حوصلہ نکیا - بابل کے سرسبز میدانون مین زراعت و فلاحت کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تہا جسکی تسہیل کے لئے اُسنے بہت سی نہرین آبرسانی کے لئے کہدوانیکا بندوبست کر لیا تہا - اور ایام طغیانی دجلہ مین سیل کا فضول پانی خارج کرنیکے لئے پیلیکوپس نالہ کو زیادہ وسیع اور کارآمد بنا لیا تہا

سکندر کی وفات

اسی اثنا مین جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی مہم پر تلا بیٹھا تہا کہ پیام اجل آیا اور دل کے ارمان دل ہی مین رہکر چلدیا - مورخ اسکی وفات کی وجہ یہہ بیان کرتے ہین جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین مین جہاز رانی کے کارخانون کے لئے کام کروا رہا تہا تو زیادہ محنت کرنے سے بخار چڑہ آیا پچھلے دنون کی کثرت مے نوشی سے ضعف پہلے ہی موجود تہا جسسے بخار اور تیز ہو گیا - ایرین نے اسکی بیماری کے روزانہ حالات قلمبند کئے ہین پہلے تو اُسنے کسی طبیب سے معالجہ نہین کرایا - نو روز تک اُسنے خود ہی کوشش کی کہ کسی طرح بخار اتر جائے چنانچہ بخار چڑہے ہوئے کچھہ پروا نہ کی - اپنے

سب سالاروں سے اپنے ارادون کا ذکر کرتا رہتا اور کبھی میڈیس سے جو شطرنج کھیلنے لگتا - ہر روز خود بخود اٹھکر غسل اور قربانی گذارنے کے لیئے سوار ہوکر چلا جاتا تھا - آخر کار بخار شدت سے چڑھنے لگا اور ہمارے بہادر کی کوئی بہادری پیش نہ گئی - جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اسوقت اسکی بولنیکی طاقت بھی سلب ہوچکی تھی - اسکا آخری کام یہہ تھا کہ اس نے اپنی انگلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اتاری اور پرڈیکس کے حوالہ کردی - یہہ بھی تواریخ مین لکھا ہے کہ ابھی طاقت گفتار کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کسکے ہاتھ مین دیجاتی ہو - سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ جو سب سے زیادہ بہادر ہے - ؟

سپاہیون نے جب اس آخری وقت کا حال سنا تو گھبرائے ہوئے محل کے گرد آجمع ہوئے - اور ایک طرف سے چپ چاپ اپنے مرنے ہوئے سردار کے بستر مرگ کے پاس سے ماتمی حالت مین مؤدبانہ گذرنے لگے مگر سکندر اشارات سے انہین جتلاتا رہا کہ ان سے اسکو کسقدر محبت تھی - اسکے جرنیل سیرالیس کے معبد مین راتوں اس خیال سے جاکر سوئے کہ شاید انہین خواب مین معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد مین لانے سے آرام ہوجائے تو اسے لایا جاوے لیکن وہان سے یہی پتہ لگا کہ وہین رہنے دو -

یہہ نوجوان شاہنشاہ عین عالم شباب مین ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر مین اس عالم فانی سے رہگرای عالم باقی ہوا - اس عرصہ مین جبسے اس نے ہوش سنبھالی اسکی تلوار ہمیشہ پھرتی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے مین مشغول رہی - اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تھا - لیکن خواہ یہہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہو اسکے کارنامے ایسے وسیع ہین کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے -

لکھتے ہین جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنی والدہ کو

وصیت لکھی کہ پیاری اماں! میں تو اب وہاں جاتا ہوں جہاں ہر کوئی اور اچھے بُرے جیسی چل بسے ہیں۔ میں ایک ایسی نیند سونیوالا ہوں کہ جسکا کوئی انجام نہیں۔ میں تم سے بمنت التماس کرتا ہوں کہ میری مفارقت کے رنج میں اپنی جان کو تکلیف نہ دینا۔ اور ایک وصیت کرتا ہوں کہ جب میری ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہوں اور دسترخوان پر کھانا کھانے کے لیئے بیٹھیں تو اسوقت تم سب حاضرین سے کہنا کہ میرے بیٹے کی توشہ سے وہ شخص کھانا کھائیں جنہیں عمر بھر میں کوئی غم دامنگیر نہوا ہو۔ جب سکندر کی والدہ کو یہ خط پہنچا اور اُس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکھا کہ تمام مہمانوں میں ایک بھی ایسا نہیں نکلا جو اس قید غم سے آزاد ہونیکا دعوی کرے اور دسترخوان کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ سکندر کی والدہ نے اُس سے یہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اس وصیت سے فقط یہ تھا کہ میرے جوانان مرگ کے بعد والدہ میری غم والم میں مبتلا نہ رہے۔

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام میں اس پھرتی سے کام کئے ہیں کہ گویا اُسے معلوم تھا کہ اسکا خاتمہ قریب ہی ہے۔ گو اُس نے بہت کچھ کیا اور ۳۳ سال کی مختصر سی مدت میں **اعظم** کہلائے جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم دل میں سینکڑوں ارمان لیگیا۔ اسکا ارادہ تھا کہ ساری عالم کو زیر نگین کرکے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پھر ہندوستان میں نئی فوج ایسی بھرتی کرکے لیجاوے جو ستلج سے آگے بڑھنے سے کبھی جی نہ چرائے مگر زبردست موت نے اسکو فرصت نہ دی۔ کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی بے تمیز کیوں نہ ہو جب اپنے دل میں سکندر کی فتوحات اور مہمات کو بہ ترتیب رکھکر اُنکی عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کرے تو اُسے یہ باور کرلینے میں کبھی تامل نہیں ہوگا کہ اگر یہ شہریار نامدار کچھ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہوجاتا۔ افسوس اس کے

مرگ بے ہنگام نے اسکے سب ارادون کو خاک مین ملا دیا - اس موت کا سبب کہین یہی شیوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اسکا کوئی وقت نہین اور نہ کوئی موسم ہے - سکندر کی افواج وعساکر معہ تمام متوسلین اور ارکان و اقران سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا نوحہ پڑھتے اور حسرت سے سر دھنتے تھے -

پتونکی بھی گرجانیکا ہے وقت معین
پھولون کی بھی مرجھانیکا ہے وقت معین

کملانے مین گل جلتی ہے جب باد بہاری
پتونکو گراتی ہے ہوا جب فصل خزان کی

چھپنے کا ستارونکی بھی ہے وقت مقرر
چھپتے ہی نکل آتا ہے جب دم ستہ خاور

پر تیرا کوئی وقت مقرر نہین اے موت

دن اسلئے اللہ نے بنایا ہے کہ ہمین
دنیا کے ہمین کام جو کرنے ہون وہ کرلین

اور شام کو فارغ ہو فرائض سے سب احباب
تفریح و مسرت کی فراہم کرین اسباب

شب خواب کے آرام کی راحت کے لئے ہے
اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہے

قبضہ مین مگر تیرے سبھی وقت ہین اے موت

ہے مجلس دعوت کا بھی اک وقت مقرر
ہے محفل عشرت کا بھی اک وقت مقرر

جوش خوشی دعوت احباب کا ہے وقت
فرط طرب عیش و مے ناب کا ہے وقت

ہے وقت کہ جب یاس غم و رنج و الم سے
ہلکا کرین رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پر موت کے سب وقت ہین جب چاہے چلی آئی

وہ غنچۂ خوش رنگ جو ہے حاصل گلزار
نوخیز جوانان گل اندام و خوش اطوار

مرجھانیکو قابل نہین معلوم جو ہوتے
جب نام ترا سنتے ہین ہنس دیتے ہین سنکر

پر موت تو ایسی نہین رحم آئے جو تجھکو
ان کو جوان ہونے دے کہل جانے دے انکو

رحم اور تامل تجھے کرنا نہین آتا -

معلوم ہمین حال ربیع و قمر ہے
آتی ہے خزان جب تو سمجھ لیتے ہین ہم سب
پردہ بھی کوئی ہے جو بتا دے ہمین اتنا

کوہسار پہ مرغون کی اُترنے کی خبر ہے
تیار ہوا چاہتی ہین کھیتیان سب اب
موت آئیگی اُسوقت جتا دے ہمین اتنا

کوئی نہین ایسا نہین ہرگز کوئی ایسا

کیا وہ ہی تیرا وقت کہ جب بادِ بہاری
یا جبکہ گل سرخ کی سرخی نہین رہتی
ایسا نہین ان سب کا ہے اک وقت مقرر

سرگوشیان کرتیکو بنفشہ سے ہے چلتی
اسوقت تو اے مرگ زبردست ہے آتی
پر ہمکو تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے آکر

اے سب سے زبردست اور اے صاحب قدرت

نغمون سے متوجہ ہوا ہین جہان پیدا
پر اس گھر و گلشن جہان دیکھو وہان تو ہی
دریا پہ ہون خشکی پہ ہون گھر مین ہون

امواج سمندر کی زور و شور سے ہون جیسا
راہون سفر و نہین جہان دیکھو وہان تو ہی
ہم ہون کہین ہمسنہ ہین تیری نظر مین

تو چھوڑتی ہے پیچھا کسی حالت مین نہین ہے

احباب سے احباب جہان ملتے ہین آکر
میدان مین جنگون کے ہے میدان سرگرم
افلاک پہ اُٹھی جاتی ہین لڑکونکی صدا آتے

پر اس کانون مین پہنچ پاتے ہین وہان نہین
سردار جو ہن سرکتے ہین تو ہوتی نہین پروا
لاکھون کٹی جاتی ہین جہان بندے خدا کے

وہان دیکھو تو سرگرم ہے تو کام مین ہر جا

سکندر کی وفات بڑی صحت سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ دنیا اور اسکی مال و دولت کی کچھ حقیقت نہین — کجا وہ تزک و احتشام اور کجا وہ تباہی و بربادی کہ تمام زن و بچہ اسکے معہ والدہ اسکے کے عرصہ قلیل مین ہلاک کیے گئے —

نوٹ: رسالہ مہذب قوم جلد ۴ نمبر ۱۸

اور تمام سلطنت سپہ سالاروں اور رئیسوں میں تقسیم ہوگئی جو ملک جسکے ہاتھہ لگا اُس نے دبا لیا - مگر ہاں نام اسکا کوئی نہ دبا سکا - اور وہ اقبال سکندری فقط خواب وخیال رہگیا - یہاں بیساختہ یہہ شعر یاد آتا ہے ؎

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری	کتنے دن آپ جیا جس لئے دارا مارا

سکندر کا سراپا - چلن - مزاج اور صفات وعادات -

ایک مؤرخ سکندر کا سراپا اسطرح لکھتا ہے :- سکندر قوی الجثہ - خوش نما آدمی تھا - بدن خوبصورت سڈول اور مضبوط - اعضا متناسب - قد وقامت متوسط - سر ذرا سا ایک پہلو کو مائل ہے - آنکھیں خوبصورت جنمیں تیزی چمکتی تھی - اور بشرہ مردانہ حُسن وملاحت اور دلاوری سے بھرپور تھا - ہمیشہ قلب جنگ میں اسکے سر پر کا سفید طرہ اسکی شاہانہ پیشانی پر عجب بہار دکھاتا تھا - سکندر اپنے عصر کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تھا - ملک گیری اور شہرت کا وفور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارناموں کی تقلید نے سکندر کے دل میں پیدا کردیا تھا حد بیان سے باہر ہے - گو مغلوب الغضب تھا لیکن اپنے کئے پر جھٹ پشیمان اور اپنے قصور کا قائل ہوجاتا تھا - اسکی فیاضی بھی اس قابل تھی کہ اسکی تعریف کیجاوے ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تھی کہ اخیلز اور ہرکولیز سے گوئی سبقت لیجاوے - چنانچہ ہمیشہ اسکا یہی قاعدہ تھا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوار کے ساتھہ بالین کے نیچے رکھتا تو اُسے نیند آتی تھی - غرور جسکو گذشتہ زمانہ کی خوبیوں میں شمار کرتے ہیں - اور جو حقیقت اس زمانہ میں جبکہ شریفانہ طور پر استعمال کیا جاتا تھا تو مغرور آدمی کو زیبا معلوم ہوتا تھا - سکندری صفات میں ایک متمیز رکن تھا ذاتی جرأت جسکو داستان سے مخاطب کرتے ہیں وہ بہادر آدمیوں کے

لائق صفت سے کچھ کم نہ تھی جب بچہ تھا تو اسکے جوہر فرو نے اسکو
بیوسفیلس جیسے وحشی کی پشت پر جا بٹھایا اور جب بڑا ہوا انکو سی
کھے ذریعے سے اپنی خدائی اور مغرور فوج کا انتظام اور اہتمام کرتا رہا
جسقدر اُسے لڑنے سے محبت تھی اُسی قدر علم کو بھی چاہتا تھا - اسکی
زبان میں غضب کا جادو بھرا تھا جس سے اس نے بارہا اپنے سپاہیون
کو جنگ کی جلتی آگ میں کود پڑنے پر آمادہ کیا - اور اپنے ذہن رسا سے
ایسی ایسی پُرخطر واقعات پر صائب رائے جمائی کہ جن میں بڑے بڑے
خرانٹ اہل الرائے حواس باختہ ہوجایا کرتے - وہ دیوتاؤن کی ہمیشہ تعظیم
و تکریم کرتا اور اپنے آپ کو انمین شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا - اکثر یہ چاہتا
رہتا کہ دیوتاؤن میں شمار کیا جاوے بلکہ اُس نے یونانیون سے اپنی پرستش
بھی کرانی چاہی اتھینز کے باشندون نے تو جبراً قہراً منظور کر لیا لیکن
سپارٹا والون نے کہلا بھیجا کہ "اگر سکندر دیوتا ہے تو ہوا کرے" طبیعت کی
سرگرمی اور خوش آیند امیدون کے بر آنے سے اسمین ایک ایسی جدید روح
پیدا ہوگئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر مستعد کردیتی - اور بیشک
یہہ وہی روح تھی جو نپولین کی آنکھون میں بھر جاتی تھی اور جس نے اسکو
مشرقی ممالک میں سکندر کا ہمسر بنادیا - اور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ
اسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحون کے سینے گرم کئے ہین کہ
جس سے اونہین ایسے عالی رتبے ملے -

ایک مورخ لکھتا ہے کہ "بحیثیت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ اور
اسکے قوائے ذہنی کو مکمل کہنے میں ہمین مطلق تامل نہین - اگر انصاف
سے رائے زنی کیجاوے تو اسکا دنیا کے وجیہہ ترین عورتون کی عزت
اور حمایت کرنا علی العموم مقید دشمنون سے نرمی اور خندہ روئی سے پیش آنا -
اور اسکی سچی سپاہیانہ دلیری بہرحال ہماری تعریف کے مستحق ہین"

واقع مین اسکی قواے ذہنی بڑے اعلے درجہ کے تہے - جو دو چیزین ایک ہوشمند بیدار مغز آدمی مین موجود ہونی ضرور ہین یعنی صحیح قوت فیصلہ اور صافت قوت متخیلہ - وہ اسمین موجود تہین جیسا وہ باہر سے زرہ بکتر سے مضبوط تہا ویسا ہی اندر سے اسکی قلبی جسارت اور خداداد ہمت نے اُسے مستحکم کر رکہا تہا - اور علاوہ اسکے اُسکی سپاہیانہ شباہت پردہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر لٹکتا رہتا تہا - اوربہی عجب شاندار کہلاتا تہا -

عہد سکندری سے آجتک زمانہ کئی صدیان پہلا نگ آیا ہے اسواسطے اسوقت سے اس زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہین ہوسکتا - اس زمانہ مین شرابخوری کوئی جرم نہین سمجہا جاتا تہا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تہا - اسلئے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہین رہتا تہا ایسی حالت مین اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوے ہین اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا اور پرسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا - بیشک بہت برے کام ہین -

تاہم اسکی کبہی نہ ہارنے والی ہمت اور جسارت - اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکی لاثانی نظم کی قدردانی اور اسکی کریم النفسی ایسے امور نہین ہین جو نظر انداز کیے جائین اور انکے سوا اسکی خدمت مین دنیا کے اطراف واکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیرون کا حاضر ہو کر تخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دینا ایسا کام ہے کہ جسکے لیے ہم بہی اسکی قدردانی کرین - ایک معتبر جرمن فاضل نے سکندر اعظم کو جولیس قیصر (شاہ روم) پر خیالات کی صفائی - چلن کی بے رو رعایت اور کریمانہ کارروائی - فنون کی نادرات کی قدردانی - اور اسکی اپنے لفظون مین سنت کی روح و روان ہونے کی لحاظ سے فضیلت دی ہے - مگر آرنلڈ صاحب جنکی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنکی رائے بوجہ ایک سچا اہل دل ہمدرد

ہوتی بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ہمین شناخت
اسکی لکھنے کا حوصلہ پڑتا - وہ کہتے ہین عہد قدیم مین سکندر سب سے بڑا آدمی
تھا۔

مورخون نے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجای مشرقی قومون کے
سکندر کو مغربی اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا ؟ اگر ان امور
کو مد نظر رکھا جاوے کہ اسکی حکمت کی وسعت - اسکی عاقلانہ حکمرانی
اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی تو ہمین
یقین پڑتا ہے کہ جو کام اُس سے ظہور مین آئے ہین اگر وہ اُن سے بھی
بڑے بڑے کام کرنا چاہتا تو اُنکو بھی ضرور بکامیابی ختم کرتا - لیکن یہ
بھی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اگر مغرب مین جاتا تو مغربی تہذیب کو
جو ابھی طلوع ہونے لگی تھی مشرق والون سے بکلی نقصان پہنچاتا
مگر تقدیر کو ابھی منظور تھا کہ ابھی اور صدیون تک مغربی دنیا کو روما والون
یونانیون - انکی معاشرت - اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرے -

اسمین کوئی شبہہ نہین کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا
فائدہ ہوا - یعنی مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہوگئے
مگر سکندر کی نسبت اسکے جانشین اس عظیم فایدہ کے پھیلانے مین
زیادہ متوجہ رہے کیونکہ سکندر کی عجلت نمائی ملک پر ملک فتح کرنے
سے فقط چشم حرص کا کاسہ پُر کرنے سے تھی اس موقع پر بعض
لوگ بالکل متناقض خیال کئے ہین وہ کہتے ہین کہ سکندر مین صرف
جنگ وجدل کی لیاقت ہی تھی معاملات ملکی کے سلجھانے کی
اہلیت نہین رکھتا تھا لیکن حقیقت یہہ ہے کہ اُسکو معاملات ملکی
مین دخل دینے کی اجل نے مہلت ہی ندی ورنہ اسکی خداداد لیاقت
سے ملکی انتظام کی درستی بھی کچھ بعید نہ تھی - ورنہ ارسطو کا

شہر اگا دہ آسکندریہ کا بانی اور نیارکس کے بحری سفر کا تجویز کرنیوالا وہ شخص تہا جس نے تیز و تند مہموں اور ملک گیریوں کے دوران میں بھی علوم کو فراموش نہ کیا۔ وہ عقل مجسم جس نے اتنے ممالک محروسہ کا انتظام اور اتنے وسیع عساکر کا اہتمام بڑے سلیقہ سے کیا ہوا تہا ملکی حکومت کی بھی ویسی ہی لیاقت رکہتا تہا۔ ان ہم اسقدر وثوق سے اس بات کا اقرار نہیں کر سکتے کہ اس کام میں بھی سیزر یا نپولین کا ہمپلہ تہا۔ وہ شہر جنکی بنیاد سکندر نے ایشیا کے مختلف مقامات پر رکھی تھی غالباً اسکا یہہ خیال ہوگا کہ اس وسیع مملکت کے سرحدی فوجی سٹیشن بنیں گے لیکن مرور مدت کے بعد اسی یونانی شائستگی اور تجارت کے مرکز بنگئے تہے جو اقوام مغرب اور ممالک ہند و چین کے درمیان دائر و سایر تہی۔ اور اسی لئے اون شہروں کے گرد و پیش کئی ایک زبردست ریاستیں پیدا ہوگئی تھیں۔ چنانچہ انمیں آمد و رفت کی کثرت اور آسانی سے سکندر کا جو مطلب تہا پورا ہوگیا تہا۔

تمت

مطبع خادم التعلیم پنجاب گوجرانوالہ

(۱) اس مطبع میں ہر طرح کی چہپوائی کا کام نہایت صحت صفائی ارزانی اور کفایت سے ہو سکتا ہے۔ (۲) یہاں سے چار موقت الشیوع پرچے اس تفصیل سے شائع ہوتے ہیں۔ ا۔ پیسہ اخبار گوجرانوالہ ہفتہ وار سالانہ عہ۲ ب۔ سکول ماسٹر ہفتہ وار سالانہ عہ۔ ج۔ رسالہ زمیندار باغبان و بیطار ماہوار سالانہ للعہ د۔ رسالہ کلید امتحان مڈل سکول و انٹرنس ماہوار سالانہ عہ (۳) بہت سے مفید عام اور مفید مدارس کتابیں چہپکر بغرض فروش موجود ہیں۔ (۴) مطبع ہی یکمشت بیس روپیہ سے زائد کتابیں یا اخباریں رسالے خریدنے والے یا چہپوائی کا کام کرانیوالے صاحبوں کو بیس فیصدی کمیشن دیا جاویگا۔ المشتہر محبوب عالم مالک مطبع خادم التعلیم پنجاب گوجرانوالہ۔

دارا ابن داراب شاہ پارس کی تصویر ایک معتبر کتاب کے مطابق یہہ ہے ٭

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر ایک نہایت معتبر کتاب پر اسطرح مندرج ہے۔

دستکاری مسکین عبدالعزیز

گو پہلے صفحہ پر سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگین بت سے نقل کی گئی ہے۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر وسیلہ سے حاصل کی گئی ہے۔ محبوب عالم

ایک نامی مشہور اشتکار ہے حال میں منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر رسالہ کلید تجارت پیسہ اخبار لاہور نے
انگریزی ۴۸ صفحہ پر تصنیف کر کے طبع کی ہے قیمت ۴ ہر طالب العلم کے پاس اسکا ہونا ضروری ہے۔

۲- رسالہ پارٹس آف سپیچ انگریزی:- انگریزی گرامر کے پارٹس آف سپیچ کو ماسٹر غلام حیدر صاحب سکینڈ ماسٹر سنٹرل ماڈل سکول لاہور نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے جن لوگوں کو ماسٹر صاحب کی سابقہ تصنیفات و تالیفات کا حال معلوم ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسکی تعریف کی حاجت نہیں یہ بھی انکی ایک بڑی عمدہ تصنیف ہے۔

۳- خورد بین مونز آف انگلش گرامر:- مصنفہ منشی محمد صادق کی ایک نہایت عمدہ مطبوعہ کتاب جو مدارس پنجاب میں بڑی کی تعلیم پڑھائی جاتی ہے اُن کے پاس اسکا ہونا ضروری ہے ایک نہایت عمدہ چارٹ کے ہمراہ تو طرفہ ہے قیمت فقط ۱۰

۴- فرہنگ رسالہ زراعت:- نہایت چھوٹی پاکٹ بک کی شکل میں رنگین کاغذ پر چھپا ہے دوسری دفعہ بھی خوبی سے لیتھو میں چھپکر تیار ہوا ہے قیمت ایک پیسہ۔

۵- نکات الجغرافیہ:- پاکٹ بک کی صورت میں ۶ صفحوں پر بعد ترمیم دوبارہ چھپایا گیا ہے پہلے بھی ایک چارٹ بہ نام مختصر جغرافیہ کرہ ارض مشہور ہے قیمت ۲

۶- جغرافیہ عالم ترجمہ فرسٹ جاگرفی:- نقشہ مصور دسویں دفعہ بترمیم طبع ہوکر مع سہل طالب کی ایزاد ہے ہزاروں کی تعداد میں یہ کتاب کی مدارس پنجاب ہندوستان میں فروخت ہو رہی ہے ۶

۷- حکایات العاقلین:- عقلمند حاکموں کی حکایتیں اردو میں لکھی گئی ہیں عمدگی سے مطبع کے سرشتہ میں تصنیف ہوکر نہایت خوبصورت چھپی ہے زبان کی صفائی قابل تعریف ہے ۶

۸- انگلش گرامر تشریح اردو:- مولفہ منشی محمد الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر یہ ایسی نادر کتاب متبدیوں اور ہائی کی تعلیم پانیوالوں کے لئے از بس سودمند ہے کوئی انگریزی خوان طالب علم اسکے بغیر نہیں ہونا چاہئے قیمت بمقابلہ فوائد اور حجم کے کچھ بھی نہیں ۸ فی جلد ہے۔

۹- رسالہ رومن کیریکٹرز:- اسکی تعلیم بھی امتحان مڈل میں شامل ہوئی ہے اور اس مضمون کے لئے کوئی مقررہ کتاب پڑھائی میں نہیں بلکہ اس کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ملتی یہہ نہایت

نادر طور پر ترتیب کیا گیا ہے مصنف موصوف صاحب نے قیمت ۳

۱۰۔ **مختصر جغرافیہ پنجاب**: ملکی کتابوں پر افسوس آتا ہے کہ معمولی چھوٹے رسالوں کی قیمت لگاتے ہیں۔ وہ مستند اور مضامین صحیح سے یہ جغرافیہ اس مطبع کے سررشتہ میں خرچ ہو کر طبع ہوا ہے اور پنجاب بھر میں کوئی بھی نہیں۔ اور ارزان بھی اس قدر ہے کہ بڑے ۲۰ صفحہ کی کتاب کے مقابلہ میں فی جلد ۷ پائی کو بھی کچھ حقیقت ہے

۱۱۔ **ذکر ممدوح**: یعنی ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ملکہا کے مفصل سوانح عمری معہ حالات آپ کے جشن جوبلی کے بڑی خوبی اور ندرت سے قابل دید مطبع نامی خادم التعلیم کے سررشتہ تصنیفات میں طیار ہو کر طبع ہو گئی ہے۔ اس سے بہتر ایسی اور سوانح عمری آپ کی ابھی تیار نہیں ہوئی۔ و دو دار علیا علیا اسکو دست بدست خرید کر حرز جان بنا میں مجلد کی قیمت ... فی جلد

۱۲۔ **آئینہ سکندری**: یعنی سوانح عمری شہنشاہ سکندر یونانی تو تصنیف طبع ہو چکی ہے قیمت ... اسکے علاوہ رسالہ ضرب الامثال ... اور بہت سی کتابیں مطبع میں چھپکر موجود ہیں جو استفسار سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ واحد ... خریدار کو ... کتاب ... جلد سے خریدار کو ... فیصدی کمیشن اور اس سے زیادہ کے خریدار کو علاوہ معافی محصول ... کمیشن دیا جائیگا۔

المشتہر

محبوب عالم مالک مطبع خادم التعلیم گوجرانوالہ۔ مالک رسالہ کلید امتحان مدرس و دانشمند۔ رسالہ زمیندار۔ پیسہ اخبار۔ اخبار سکول ماسٹر گوجرانوالہ

[illegible]

مالک مطبع خادم التعلیم وغیرہ گوجرانوالہ